COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرا

عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

غیبی شیشہ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول : ۱۹۸۵
ناشر : نیا مکتبہ اقرار ۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور - ۸
طابع : تاجدین پرنٹرز آبکاری روڈ - لاہور ۔

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے خلائی سفر کو آپ لوگ جس طرح پسند کر رہے ہیں اور مجھے پیارے پیارے خط لکھ کر اپنی پسندیدگی کا اظہار کر رہے ہیں اس کے لیے میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں. آپ کی حوصلہ افزائی ہی مجھ سے آپ کے پیارے پیارے ناول لکھواتی ہے۔ عنبر ناگ ماریا کی ایک سو نویں قسط حاضر ہے۔ دیکھئے اس وقت ان پر کیا گزر رہی ہے اور کیسے کیسے رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات سے گزر رہے ہیں. اس سے زیادہ میں آپ کو اس لیے کچھ نہیں بتاؤں گا کہ کہیں آپ کا مزا کرکرا نہ ہو جائے۔ آپ خود ہی پڑھ کر لطف اٹھائیں۔

میری طرف سے ایک بار پھر شکریہ قبول کریں. آپ کے خط ہم ہر قسط کے آخر میں شائع کرتے رہیں گے ۔

آپ کا انکل
اے حمید

۲۵۴-این- راہ چمن سمن آباد-لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

قیدی ناگن
پتھر کی روح
مصنوعی چاند بم
عنبر دیوار میں دفن ہوگیا
غیبی شیشہ

قیدی ناگن

ناگ کھنڈر کے چبوترے پر آ کر بیٹھ گیا۔

وہ خزانے کے سانپ کا انتظار کر رہا تھا جو اس کے لیے قیمتی جواہر لینے کے لیے گیا تھا۔ زرد آنکھوں کا راز ابھی تک حل نہیں ہوا تھا کہ کس کی آنکھیں ہیں وہ ناگ کو کیوں گھور رہی تھیں۔ ناگ کو اتنا معلوم ہوگیا تھا کہ یہ کسی انسان کی آنکھیں ہیں لیکن وہ لومڑی کی آنکھوں کی طرح زرد نہیں۔

ناگ کے چاروں طرف ٹھٹھرتی سرد رات کا گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ سناٹا اتنا گہرا تھا کہ ناگ کو اپنے سانس لینے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ ناگ کو آہٹ سنائی دی۔ اس نے دیکھا کہ وہی لمبا کالا سانپ پتھروں اور خشک گھاس میں رینگتا اس کی طرف چلا آ رہا تھا۔ اس کا پھن زمین سے تھوڑا سا اٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے منہ میں ایک چھوٹا سا ہار پکڑ رکھا تھا۔ جس کے جواہرات اندھیرے میں ستاروں کی طرح چمک رہے تھے۔ سانپ نے قیمتی ہار ناگ کے قدموں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لا کر ڈال دیا اور کہا۔

"مقدس ناگ! کوئی اور حکم کیجیے"

ناگ نے ہار اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور کہا۔

"کوئی اور حکم نہیں ہے مگر یہ بتاؤ کہ اس ویران کھنڈر میں تھوڑی دیر بعد زرد آنکھیں کیوں دکھائی دیتی ہیں؟ کیا یہاں کوئی آسیب رہتا ہے؟"

سانپ نے چاروں طرف پھن گھما کر دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"مقدس ناگ! آہستہ بات کریں۔ یہ ایک خطرناک آسیب ہے۔ جس نے اس قلعے کے کھنڈر پر قبضہ کر رکھا ہے۔"

ناگ نے پوچھا کیا یہ کوئی جن بھوت ہے؟"

سانپ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور بولا۔

"مقدس ناگ کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ یہ آسیب کوئی جن بھوت ہے یا کوئی چڑیل ہے۔ یہاں رہنے والے سارے سانپ اس کے قبضے میں ہیں۔ میں بڑی مشکل سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ اس آسیب نے میری ناگن کو عورت بنا کر اپنی قید میں ڈال رکھا ہے۔ میرے بچے اپنی ماں کے لیے

تڑپ رہے ہیں۔ مگر میں اس آسیب کی قید سے اپنی ناگن کو نہیں چھڑا سکتا۔"

یہ سن کر ناگ کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ وہ خود سانپ تھا اس لیے اسے سانپوں سے بے حد ہمدردی تھی اور وہ کسی سانپ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو میں تمہاری ناگن کو اس ظالم آسیب کی قید سے ضرور رہائی دلاؤں گا۔"

کالے سانپ نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں نہیں مقدس ناگ! آپ اپنی جان خطرے میں نہ ڈالیں۔ آسیب بڑا خطرناک ہے۔ اس کی طاقت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

یہ ناگ کے لیے ایک چیلنج تھا۔ اس نے گردن اٹھا کر کہا۔

"تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔ میں ناگ دیوتا ہوں دنیا کا کوئی آسیب، کوئی جن بھوت میرے مقابلے پر نہیں آسکتا۔ میں یہ ہار ایک جگہ دینے جا رہا ہوں ابھی واپس آکر آسیب کی خبر لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ وہاں سے چل دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مونا اور اس کا خاوند گھر میں آتشدان کے پاس بیٹھے ناگ کا انتظار کر رہے تھے۔

فلپ کہہ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے وہ ہمارا دل بہلا کر چلا گیا ہے۔ اب وہ کبھی واپس نہیں آئے گا۔ چلو چل کر سو جاؤ۔"

مونا نے کہا۔

"تم ناگ کو نہیں جانتے فلپ۔ اس کے پاس غیر معمولی طاقت ہے۔ وہ ضرور واپس آئے گا۔"

اتنے میں ناگ وہاں پہنچ گیا۔ اس کو دیکھ کر فلپ نے مسکرا کر مذاق میں کہا۔

"معلوم ہوتا ہے تمہیں الہ دین کے جن نے خزانہ لا کر دے دیا ہوگا۔ مگر تم تو خالی ہاتھ ہو ناگ؟"

ناگ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر انتہائی قیمتی جواہرات والا ہار نکال کر اس کے آگے رکھ دیا اور کہا۔

"اگر تم لوگوں کو الہ دین کے جن کے خزانے کی ضرورت ہوتی تو میں وہ بھی تمہیں لا کر دے دیتا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس ہار کو بیچ کر تمہارا قرضہ اتر جائے گا۔ اور ضرورت سے زیادہ میں نے کسی

خزانے سے کبھی کچھ نہیں نکالا۔"

جواہرات کی چمک دمک سے فلپ اور مونا کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ انہیں ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اتنے قیمتی ہار کے مالک بن گئے ہیں۔ ناگ نے کہا۔

"اطمینان رکھو۔ یہ چوری کا ہار نہیں ہے بلکہ پرانے قلعے کے کھنڈر میں سے نکال کر لایا ہوں۔ لیکن خبردار تم اس خزانے کی کھوج میں مت جانا۔ اس کی حفاظت بڑا زہریلا سانپ کر رہا ہے۔ یہ غلطی کبھی نہ کرنا۔"

مونا نے ناگ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا۔

"میرے بھائی تم نے اپنی بہن کا گھر اجڑنے سے بچا لیا ہے۔ اب ہم اس ہار کو فروخت کر کے اپنا سارا قرضہ اتار دیں گے۔"

فلپ بھی بے حد خوش تھا۔ بار بار قیمتی ہار کو دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"اس ہار کو بیچ کر اور قرضہ ادا کرنے کے بعد بھی ہمارے پاس اتنی دولت بچ جائے گی کہ ہم اپنے لیے مچھلیاں پکڑنے والی نئی کشتی خرید سکتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا۔

"خدا تم دونوں کو سلامت رکھے۔ لیکن میں ایک بار پھر تاکید کرتا ہوں، کہ لالچ کبھی نہ کرنا۔ لالچ کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ اچھا اب میں جا رہا ہوں۔"

"کہاں؟ اتنی رات گئے تم کہاں جاؤ گے؟"

قلپ نے ناگ سے کہا۔ مونا بھی ناگ کو باہر جانے سے منع کرنے لگی۔ ناگ نے کہا۔

"مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔ میں یہاں نہیں رُک سکتا۔ زندگی رہی تو پھر کبھی ملاقات ہو گی۔ اچھا خدا حافظ!"

یہ کہہ کر ناگ نے سلام کیا اور وہاں سے چلا گیا۔

مونا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اسے ناگ سے بھائیوں ایسا پیار ہو گیا تھا۔ ناگ نے اس کی مدد بھی بہت کی تھی۔ لیکن ناگ کو خزانے کے سانپ کی ناگن کو ظالم آسیب سے بچانے جانا تھا اور وہ اس کا وعدہ کر کے آیا تھا۔ ناگ سنسان اندھیری سڑکوں پر سے ہوتا ہوا شہر سے باہر اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ویران اور تاریک قلعے کے کھنڈر میں آ گیا۔

قلعے کے کھنڈر میں چبوترے کے پاس پہنچتے ہی ناگ نے ان زرد آنکھوں کو ایک بار پھر دیکھا۔ یہ آنکھیں ایک ستون کے پیچھے سے اسے جھانک رہی تھیں۔ ناگ نے چلاّ کر کہا۔

"کون ہو تم؟ سامنے آؤ۔ تم نے کالے سانپ کی ناگن کو کیوں قید کر رکھا ہے۔ اسے آزاد کر دو۔ نہیں تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

زرد آنکھیں ایک دم سے غائب ہو گئیں۔

ناگ نے کالے سانپ کو آواز دی۔ اسی ستون کے پیچھے سے کالا سانپ نکل کر ناگ کے سامنے آ گیا اور سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"مقدس ناگ! آسیب کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچا دے۔ آپ کی زندگی ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔"

ناگ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے بزدل سمجھتے ہو گیا؟ چلو۔ مجھے اس جگہ لے کر چلو جہاں تمہاری ناگن کو آسیب نے قید کر رکھا ہے۔"

یہ کہہ ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ کالا سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو لے کر کھنڈر میں ایک سوراخ میں گھس گیا۔ یہ سوراخ آگے جا کر ایک غار میں نکل گیا۔ یہاں ناگ نے دیکھا کہ جگہ جگہ لمبوترے پتھر زمین میں سے کانٹوں کی طرح باہر کو نکلے ہوئے ہیں۔ ایک جگہ دیوار کے ساتھ ایک بڑا سا مرتبان رکھا تھا جو اوپر سے ڈھکا ہوا تھا۔ کالے سانپ نے اس مرتبان کی طرف اشارہ کیا اور سرگوشی میں کہا۔

"مقدس ناگ! آسیب نے میری ناگن کو اس مرتبان میں ڈال کر بند کر رکھا ہے۔ مگر وہ خود مرتبان سے باہر نہیں نکل سکتی۔ اس کو نکالنے کے لیے تمہیں بھی مرتبان میں جانا ہوگا۔ لیکن میں پھر کہوں گا کہ آپ اپنی جان خطرے میں نہ ڈالیں۔ آسیب کسی وقت بھی یہاں پہنچ جائے گا۔"

ناگ نے سانپ کی سرزنش کی اور کہا۔

"پرے ہٹ جاؤ۔ تم بزدل سانپ ہو جو اپنی بیوی کی بھی مدد کرنے سے گھبرا رہے ہو۔ میں مرتبان میں جا کر تمہاری ناگن کو باہر نکال کر لاؤں گا۔"

یہ کہہ کر ناگ مرتبان کی طرف بڑھا۔

ناگ کے دل میں قیدی ناگن کی مدد کا جذبہ اتنا شدید تھا کہ اس نے کچھ سوچے سمجھے بغیر مرتبان کا ڈھکنا اٹھا دیا اور

اس کے اندر داخل ہو گیا۔ دوستو! ایک بات ہمیشہ یاد رکھو کہ جب کوئی تمہارے پاس اپنی درد بھری کہانی سنانے آئے تو اس کی مدد کرنے سے پہلے ہمیشہ اچھی طرح سوچ سمجھ لو کہ کہیں یہ آدمی تمہیں کسی جال میں تو نہیں پھنسا رہا۔ جب تمہیں یقین ہو جائے کہ وہ واقعی دکھی انسان ہے اور تم اس کی مدد کر سکتے ہو تو پھر اللہ کے بھروسے اس کی ضرور مدد کرو۔

لیکن ناگ جذبات میں آگیا تھا اور اس نے سوچا ہی نہیں کہ کہیں اس کے ساتھ دھوکہ تو نہیں ہو رہا۔ جونہی وہ مرتبان میں داخل ہوا باہر کالے سانپ نے اپنی جون بدل لی۔ ایک بجلی سی چمکی اور کالا سانپ جو ناگ کو اپنی ناگن کا جھوٹا قصہ سنا کر وہاں لایا تھا ایک آسیب میں تبدیل ہو گیا۔ اس کا سیاہ جسم کسی بھوت کی طرح بن گیا اور لومڑ ایسے سر پر دو زرد آنکھیں چمکنے لگیں۔ یہ وہی زرد آنکھیں تھیں جو ناگ کو کھنڈر میں گھور رہی تھیں۔ اصل میں اس آسیب نے ناگ کو پھانسنے کے لیے سارا جال پھیلایا تھا۔

آسیب نے فوراً مرتبان کا ڈھکنا بند کر دیا۔

ڈھکنا بند ہوتے ہی مرتبان میں سفید رنگ کی گیس نکلنا شروع ہو گئی۔ ناگ نے گھبرا کر اپنا پھن اوپر اٹھایا۔ مرتبان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا منہ بند ہو گیا تھا۔ اس نے سانس اوپر کھینچا کہ کسی جنگلی درندے کا روپ اختیار کر لے تاکہ اس کے زور سے مرتبان ٹوٹ جائے اور وہ باہر نکل سکے لیکن سانس اوپر کھینچتے ہی مرتبان میں پھیلی ہوئی سفید گیس ناگ کے جسم میں داخل ہو گئی اور ناگ اپنی جگہ سے اُچھلا اور اسے اپنا جسم سانپ سے ایک نیلے رنگ کے خونخوار چیتے میں بدلتا محسوس ہوا۔ وہ اپنے جسم کو ایک خونخوار درندے کی شکل میں بڑا ہوتے دیکھ رہا تھا۔ مرتبان ٹوٹ گیا۔ وہ مرتبان سے باہر تھا۔

ناگ شیر سے بھی بڑے سائز کے چیتے کی شکل میں غار میں کھڑا غرا رہا تھا۔ اس کے چاروں ہاتھوں کے نوکیلے پنجے باہر نکلے ہوئے تھے۔ ناگ نے اپنے سامنے دیوار کے پاس ایک بھوت ایسے اونچے لمبے آدمی کو کھڑے دیکھا جس کی زرد آنکھیں چمک رہی تھیں۔ ناگ کو یاد آ گیا کہ یہ وہی زرد آنکھیں تھیں جو کچھ دیر پہلے اسے کھنڈر کی تاریکیوں میں کبھی ستونوں اور کبھی ٹوٹی ہوئی دیواروں کے پیچھے سے دیکھ رہی تھیں۔

ناگ نے محسوس کیا کہ اس کی یادداشت تو قائم ہے مگر اس کا سر اپنے آپ اس بھوت نما انسان کے سامنے جھکا جا رہا ہے۔ یہ قلعے کا آسیب تھا۔ اس نے ایک بھیانک قہقہہ

لگایا اور ناگ سے کہا۔

"ناگ! مجھے ایک عرصے سے تمہارا ہی انتظار تھا۔ اب تم میرے غلام ہو۔ میں تمہیں جو حکم دوں گا تم وہی کرو گے۔"

آسیبی انسان نے ہاتھ بلند کر کے چھت سے لٹکتی ہوئی زنجیر کو جھٹکا دے کر نیچے کھینچا اور ناگ کی گردن میں اسے باندھ دیا۔ ناگ آہستہ آہستہ غراتا رہا مگر نہ جانے اس آسیبی بھوت میں کیا بات تھی کہ ناگ اس کے سامنے اپنی گردن اونچی نہیں کر سکتا تھا۔

آسیبی بھوت نے ناگ کی زنجیر کو غار کی ایک اُبھری ہوئی پتھریلی کھونٹی سے باندھ دیا اور گرج دار ڈراؤنی آواز میں بولا۔

"تم یہاں سے کبھی آزاد نہیں ہو گے۔ مجھے تم سے ایک کام لینا ہے۔ یہی وہ خطرناک کام ہے جس کی خاطر میں نے تمہیں اپنا غلام بنا لیا ہے۔"

یہ کہہ کر آسیبی بھوت قہقہہ لگاتا وہاں سے غائب ہو گیا۔ ناگ نے آسیبی بھوت کے جانے کے بعد اپنی حالت پر غور کیا۔

اس کی یادداشت بالکل ٹھیک تھی۔ اسے عنبر ماریا کیٹی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور تھیوسانگ اسی طرح یاد آرہے تھے۔ وہ اپنے تصور میں ان کی شکلیں بھی دیکھ سکتا تھا۔ اِسے یہ بھی یاد تھا کہ وہ ناگ ہے۔ سانپ ہے اور اپنی جون بدل لیا کرتا تھا۔ اس نے سانس اوپر کھینچ کر اپنی جُون بدلنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ سمجھ گیا اس کی طاقت جاتی رہی ہے۔ اب وہ کوئی دوسری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

ناگ کو اچانک خیال آیا کہ اُسے سفید سانپ کے پاس واپس جانا ہے۔ تاکہ انسانوں کو ان درندہ اور وحشی قاتلوں سے نجات دلا سکے جو ہر ہفتے ایک نئے بے گناہ انسان کو پھانس کر قلعے میں اس کی کھوپڑی اترواتے کا ہولناک منظر دیکھتے ہیں۔ اگر وہ وہاں جاکر قلعے کو تباہ نہ کرسکا تو نہ جانے کب تک یہ وحشی لوگ انسانوں کا خون بہاتے رہیں گے۔

ناگ نے زور لگا کر زنجیر کو توڑنا چاہا مگر وہ ایسا نہ کرسکا لوہے کی زنجیر بہت مضبوط تھی۔ ناگ ایک غصیلے چیتے کی طرح بیٹھ گیا اور اپنا چوڑے نتھنوں اور نوکیلے زرد دانتوں والا بھاری بھرکم سر اپنے پنجوں کے اوپر رکھ کر سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے؟

اس کو کالے سانپ کا خیال آیا۔ اِسے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ یہی وہ آسیبی بھوت تھا جو مکارانہ چال کے ساتھ

کالے سانپ بن کر اس کے پاس آیا تھا۔ ناگ نے سانپ کی آواز میں آواز دی۔ مگر وہاں کسی نے اس کی آواز نہ سنی۔ کوئی سانپ نہ آیا۔ اسے محسوس ہوا کہ شاید وہ پوری طرح سانپ کی زبان میں آواز نہیں نکال سکا تھا۔

ناگ سخت مایوسی کے عالم میں خاموش ہو کر بیٹھا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے اگلے روز شام تک ضرور واپس بھیانک قلعے کے جنگل میں سفید سانپ کے پاس پہنچ جانا چاہیئے کیونکہ اگلی رات کاونٹ گارشاں ناگ کا طلسمی کھیل دیکھنے کے لیے اپنے تمام وحشی دوستوں کے ساتھ قلعے کے تھیٹر ہال میں موجود ہوگا۔ اور ناگ کو قلعے کی عقبی دیوار میں سے خاص پتھر کو باہر کھینچ کر سارے قلعے کو تباہ و برباد کر دینا تھا تاکہ اس کے ساتھ ہی وہ سارے درندہ نما لوگ بھی ختم ہو جائیں جو انسانوں کو نہ جانے کب سے اپنی درندگی کا شکار بنا رہے تھے۔

لیکن سوال یہ تھا کہ ناگ وہاں تک کیسے جائے۔ وہ تو آسیبی بھوت کی قید میں تھا۔ اس کے طلسم سے وہ ناگ سے چیتا بن چکا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ آسیبی بھوت اس سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟ ضرور یہ کوئی بڑا مکروہ اور لوگوں کو تہس نہس کرنے والا کام ہوگا۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیکن اس وقت ناگ کاؤنٹ گارشاں کے قلعے کی طرف جانے کو بے تاب تھا۔ ناگ نے دل میں دیوی طلالہ کا خیال کیا۔ آج اسے دیوی طلالہ کا بڑے عرصے بعد خیال آیا تھا۔ اس دیوی نے ہمیشہ ان تینوں کی مدد کی تھی۔ ناگ نے دیوی طلالہ کا خیال دل میں لا کر کہا۔

"عظیم دیوی! میری مدد کرو۔ میں عجیب مشکل میں پھنس گیا ہوں۔"

اس کی فریاد کا کوئی اثر نہ ہوا۔ جب تیسری بار ناگ نے دیوی طلالہ کو پکارا تو دیوی طلالہ کی شکل سامنے دیوار میں نمودار ہوئی۔ ناگ نے سر جھکا لیا اور کہا۔

"دیوی طلالہ مجھ سے بھول ہو گئی کہ سوچے سمجھے بغیر اس میدان میں کود پڑا۔ میری مدد کرو۔"

دیوی طلالہ کی آواز آئی۔

"ناگ تم نے اپنے آپ کو بڑی بھیانک مصیبت میں مبتلا کر لیا ہے۔ میں تمہاری کھوئی ہوئی طاقت اور تمہاری انسانی شکل تمہیں واپس نہیں کر سکتی لیکن تمہیں اتنی طاقت ضرور واپس دے سکتی ہوں۔ تم زنجیر توڑ کر یہاں سے نکل سکتے ہو۔ اس سے زیادہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔"

یہ کہہ کر طلالہ دیوی کا ہیولا غائب ہو گیا۔ ناگ نے تھوڑا زور لگا کر گردن کو جھٹکا دیا تو اس کی زنجیر ٹوٹ کر الگ ہو گئی۔ ناگ آزاد تھا۔ وہ غار میں ایک طرف کو چلنے لگا۔ وہ اپنے چیتے کے بڑے بڑے نوکیلے ناخنوں والے چاروں پنجے زمین پر رکھ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ یہ ایک بھاری بھر کم قوی ہیکل نیلے رنگ کا چیتا تھا۔ جس کی زرد آنکھیں بجلی کی طرح دور سے دکھائی دیتی تھیں۔

غار آگے جا کر تنگ ہو گیا۔ ایک پتھریلا زینہ اوپر کو جاتا تھا۔ ناگ اوپر چڑھا تو اسے روشنی دکھائی دی۔ یہ دن کی روشنی تھی۔ ناگ غار میں سے باہر نکلا تو دیکھا کہ سورج آہستہ آہستہ ڈھل رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے شام ...ے کاؤنٹ گارشاں کے قلعے میں پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ ...ح رات تماشہ دیکھنے کے لیے وہاں سارے وحشی لوگ ...ع ہو رہے تھے۔ ناگ نے کھنڈر سے نکل کر دوڑنا شروع ...ر دیا۔

وہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ اس کے جسم میں ...لی ایسی پھرتی اور لچکیلا پن آ گیا تھا اور وہ بڑی تیز ...تاری سے دوڑ سکتا تھا۔ چیتے کی رفتار ویسے بھی ساٹھ ...تر میل فی گھنٹہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ ناگ دریا کے کنارے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگیا۔ وہ ویران جگہوں سے دوڑتا ہوا گزر رہا تھا کہ کوئی ا
دیکھ نہ لے۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں آسیبی بھوت
کو جادو کے ذریعے اس کے فرار کا علم نہ ہو گیا تو
وہ اسے وہیں پتھر بنا کر رکھ دے گا۔

مگر ناگ ایک بھلائی کے کام کے لیے جا رہا تھا انسانیت
کی بھلائی کا یہ کام وہ خوب سوچ سمجھ کر رہا تھا۔ اسے
معلوم تھا کہ آج رات سارے وزندہ نما وحشی لوگ تھیٹر
میں جمع ہوں گے اور اگر آج رات انہیں نیست و نابود نہ
کیا گیا تو ہو سکتا ہے ناگ کو اس کے بعد کوئی موقع نہ مل
نہ جانے آسیبی بھوت اسے کہاں سے کہاں لے جائے اور
ہیبتناک قلعے کے اندر انسانوں کے قتل کا خونی کھیل کبھی بند
نہیں ہو سکے گا۔

ناگ کی یعنی نیلے چیتے کی رفتار اسّی میل فی گھنٹہ تک پہنچ
گئی تھی۔ وہ بجلی کی طرح لہراتا جھاڑیوں، درختوں اور لمبی لمبی
گھاس میں دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ ابھی سورج پوری طرح غروب
نہیں ہوا تھا کہ ناگ کو دور آتش فشاں پہاڑوں کے عقب
کاؤنٹ کے خونی قلعے کے سیاہ مینارے نظر آنے لگے
آتش فشاں پہاڑ میں سے آج کچھ زیادہ ہی دھواں
اٹھ رہا تھا۔

ناگ زقندیں بھرتا اس جنگل میں پہنچ گیا جہاں غار میں اس
نے سفید سانپ کو انتظار کرنے کے لیے کہا تھا۔ اس نے
دیکھا کہ غار کے منہ پہ ایک طرف پتھروں کے پیچھے سفید سانپ
پھن اُٹھائے کھڑا تھا۔ اپنے سامنے نیلے رنگ کے بہت بڑے
چیتے کو دیکھ کر سفید سانپ نے اپنا سر جھکا دیا۔

ناگ سمجھ گیا کہ سفید سانپ کو ناگ دیوتا کی بُو آ گئی ہے۔
سفید سانپ نے کہا۔

"مقدّس ناگ! آپ چیتے کی شکل میں کیوں ہیں؟"
ناگ نے سانپ کی آواز میں کہا۔

"یہ ایک دردناک کہانی ہے۔ کیا تم میری بات سمجھ
رہے ہو؟"

"کیوں نہیں مقدّس ناگ!" سفید سانپ نے کہا۔ "آپ
کی زبان مجھے بڑی آسانی سے سمجھ میں آ رہی ہے"
اب ناگ نے سفید سانپ کو اپنے ساتھ گزرا ہوا دردناک
واقعہ سنایا اور کہا۔

"آسیبی بھوت کے جادو کا مجھ پہ وقتی اثر ہو گیا
ہے میں اس کا کوئی نہ کوئی توڑ نکال لوں گا۔ لیکن
اس وقت سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم
کرنا ہو گا کہ قلعے کے تھیٹر ہال میں تماشائی جمع ہو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے ہیں کہ نہیں۔ کیونکہ آج مجھے وہاں طلسمی تماشہ دکھانا ہے۔"

سفید سانپ کہنے لگا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہ تو میں ابھی جا کر معلوم کئے دیتا ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آپ وہاں جا کر طلسمی کھیل دکھا سکیں گے؟ آپ تو اپنی جون نہیں بدل سکتے۔"

ناگ بولا۔

"اس کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ ظاہر ہے وہاں خونخوار تماشائی جمع ہو جائیں گے۔ جب ہال بھر جائے گا تو وہ میرا انتظار کریں گے۔ اتنی دیر میں پتھر نکال کر قلعے کو گرا دوں گا۔"

ناگ نے سفید سانپ سے پوچھا کہ کیا اس نے قلعے کے اندر رہنے والے سانپوں کو خبردار کر دیا ہے۔ سفید سانپ نے کہا۔

"ان کو میں نے آج ہی وہاں سے نکل جانے کو کہہ دیا تھا۔ وہ سارے کے سارے قلعے کے نیچے سے نکل کر اس جنگل میں آ گئے ہوئے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"بہت خوب! اب شام کا اندھیرا ہو رہا ہے میرے ساتھ آؤ۔ ہم قلعے کی طرف جائیں گے۔"

ناگ نے سفید سانپ کو اپنی پیٹھ پر بٹھایا اور قلعے کی طرف دوڑنے لگا۔ راستے میں انہوں نے دیکھا کہ آتش فشاں پہاڑ میں سے بڑا ہی گاڑھا سیاہ دھواں اُٹھ رہا تھا۔

سفید سانپ نے کہا۔

"مقدس ناگ! آتش فشاں پہاڑ کے ارادے اچھے نہیں لگتے۔"

ناگ چیتے کی شکل میں دوڑتا چلا جا رہا تھا۔

وہ قلعے کی عقبی دیوار میں اس جگہ آ کر رُک گیا جہاں ایک بھاری پتھر باہر کو نکلا ہوا تھا۔ سفید سانپ نے اس پتھر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"مقدس ناگ! یہی وہ پتھر ہے جس پر اس قلعے کی ساری عمارت کھڑی ہے۔ اگر اس پتھر کو یہاں سے باہر کھینچ لیا جائے تو قلعے کی ساری عمارت دھڑام سے گر پڑے گی۔"

ناگ پتھر کے قریب آیا اور سفید سانپ سے کہنے لگا۔

"قلعے میں جاؤ اور معلوم کر کے آؤ کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں کہ نہیں۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفید سانپ فوراً وہاں سے قلعے کے دروازے کی طرف بھاگا۔ اس وقت تک شام کا اندھیرا رات کے اندھیرے میں گھل مل گیا تھا۔ ناگ پتنگے کی شکل میں قلعے کی پچھلی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھا تھا۔ اُسے ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔

یہ آتش فشاں پہاڑ کی گڑگڑاہٹ تھی۔ اس میں سے سُرخ لاوا اوپر کو اچھلا اور پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ ناگ نے سفید سانپ کو واپس آتے دیکھا۔ اس نے آتے ہی بتایا کہ قلعے میں سارے تماشائی ہال میں جمع ہو کر شور مچا رہے ہیں کہ طلسمی تماشہ دکھاؤ۔

"کاؤنٹ گارشاں کہاں ہے؟" ناگ نے پوچھا۔

سفید سانپ بولا۔

"وہ سٹیج پر کھڑا لوگوں کو خاموش رہنے کے لیے کہہ رہا ہے کہ ابھی تھوڑی دیر میں طلسمی کھیل شروع ہونے والا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"اب مجھے یہ پتھر یہاں سے نکال دینا چاہیئے کیونکہ اگر دیر ہو گئی تو لوگ ہال سے باہر آ جائیں گے اور سارا منصوبہ دھرے کا دھرہ

رہ جائے گا۔"

سفید سانپ نے کہا۔

"مگر مقدس ناگ! یہ پتھر آپ باہر نکال سکیں گے؟"

ناگ بولا۔

"دیوی طلالہ نے میری اتنی طاقت بحال کر دی ہے کہ میں اس پتھر کو باہر نکال سکوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے اپنے دونوں پنجوں سے باہر نکلے ہوئے سیاہ پتھر کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ پہلے جھٹکے میں پتھر ذرا سا کھسکا۔ دوسرے جھٹکے میں پتھر قلعے کی دیوار سے باہر آ گیا

پتھر کے باہر آتے ہی قلعے کی دیوار کانپ کر لرزی۔ ناگ اور سفید سانپ دوڑ کر دیوار سے پرے ہو گئے۔ ان کے دیکھتے دیکھتے قلعے کی دیوار گر پڑی۔ اس کے بعد انہوں نے قلعے کے میناروں کو ہلتے دیکھا۔ یہ مینار جھوم کر ایک طرف کو دھڑام دھڑام سے گر پڑے۔ پھر قلعے میں چاروں طرف تباہی مچ گئی۔ قلعہ گر رہا تھا۔

تھیٹر کے ہال کمرے میں کاؤنٹ گارشاں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سٹیج پر کھڑا درندہ تماشائیوں کو تسلی دے رہا تھا۔ کہ اچانک ہال کمرے کی دیواریں لڑکھڑائیں اور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر ہال کی چھت ایک زبردست کڑاکے کے ساتھ ٹوٹی اور واویلا مچاتے چیختے چلاتے تماشائیوں پر دھڑام سے گر پڑی۔ وہ وحشی ظالم لوگ جو آج تک نہ جانے کتنے معصوم انسانوں کو موت کی نیند سُلا چکے تھے دیکھتے دیکھتے بھاری پتھروں میں پس کر رہ گئے۔

سچ ہے ظالم کا انجام ہمیشہ عبرت ناک ہوتا ہے۔

کاؤنٹ گارشاں بھی اپنے جلاد نما ساتھیوں کے ساتھ اس قلعے میں دب کر مر گیا۔ اس عبرت ناک تباہی کا منظر سفید سانپ اور ناگ قلعے سے دُور کھڑے دیکھ رہے تھے۔ جب قلعہ کھنڈر کا ڈھیر بن گیا تو ناگ نے سفید سانپ سے کہا۔

"چلو۔ واپس جنگل میں تمہارے دادا سانپ کے پاس چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ میرے طلسم کے بارے میں میری کچھ مدد کر سکے۔"

وہ جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابھی وہ جنگل کے قریب ہی پہنچے تھے کہ اچانک زمین کانپی جیسے بھونچال آگیا ہو۔ درخت اپنی اپنی جگہوں پر لرزنے لگے۔ سفید سانپ نے کہا۔

"مقدس ناگ! آتش فشاں پہاڑ پھٹ رہا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی ایک بھیانک دھماکہ ہوا اور آتش فشاں

پہاڑ پھٹ گیا۔ اس میں سے لاوے کا کھولتا ہوا دریا بہنے لگا۔ اس لاوے کا رُخ قلعے کی طرف تھا جہاں کھنڈروں کا ڈھیر بنا ہوا تھا۔

سفید سانپ نے کہا۔

"لاوا جنگل کی طرف نہیں آرہا۔ پھر بھی ہمیں دادا سانپ اور دوسرے سانپوں کو لے کر یہاں سے دریا کے پتن کی طرف نکل جانا چاہیے۔"

آتش فشاں پہاڑ میں رہ رہ کر دھماکے ہو رہے تھے۔ بڑے بڑے پتھر اوپر کو اُڑ کر زمین پر دھماکوں کے ساتھ گر رہے تھے۔ زرد رنگ کا کھولتا ہوا لاوا قلعے کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ قلعے کے کھنڈروں کو اپنی آغوش میں لینے کو بے تاب تھا۔ یہ جہنم کی آگ تھی جو انسانوں کو ہلاک کرنے والے ظالموں کی لاشوں سے ان کے گناہوں کا بدلہ لینے جا رہی تھی۔

ابھی تک لاوے نے جنگل کا رُخ نہیں کیا تھا۔

سفید سانپ اور ناگ دادا سانپ کی کھوہ میں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں دوسرے سانپ بھی جمع تھے۔ سارے سانپ ناگ کے آگے جھک گئے۔ دادا سانپ نے ناگ کو چیتے کی شکل میں دیکھا تو کمزور آواز میں بولا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدس ناگ! کیا آپ پر کسی کا طلسم کا اثر ہو گیا ہے؟"

ناگ نے اپنے نوکیلے پنجوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دادا سانپ! تم دیکھ رہے ہو کہ میں اپنی اصلی شکل میں نہیں ہوں!"

پھر ناگ نے اسے آسیبی بھوت کے بارے میں بتایا۔ جس نے دھوکے سے اسے طلسمی مرتبان میں ڈال کر چیتا بنا دیا۔

"اب میں کوشش بھی کرتا ہوں تو دوبارہ اپنی شکل پھر واپس نہیں آتا۔ اس سلسلے میں دیوی طلالہ بھی مجبور ہے۔"

دادا سانپ خاموش تھا۔ سارے سانپ سر جھکائے اداس تھے۔ سفید سانپ بھی پریشان تھا۔ ان کے مقدس ناگ پر مشکل آن پڑی تھی۔ اور وہ خواہش کے باوجود اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ دادا سانپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"مقدس ناگ! آپ کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ میری آپ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مگر میں ایک بوڑھا سانپ ہوں اور اس دنیا پر میرا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

تجربہ بہت زیادہ ہے۔"

ناگ نے پوچھا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو دادا سانپ؟"

دادا سانپ بولا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں مقدس ناگ کہ اس طلسم کا توڑ میں جانتا ہوں"

سارے سانپ دادا سانپ کا منہ تکنے لگے۔ ناگ نے بے دلی سے پوچھا کہ وہ کون سا توڑ ہے؟ کیونکہ اسے یقین نہیں آتا تھا کہ بوڑھا سانپ اس کی کچھ مدد کر سکے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کی روح

دادا سانپ نے کہا۔

"مقدس ناگ! جس آسیب نے آپ پر طلسم کیا ہے وہ اس علاقے کا سب سے پرانا آسیب ہے۔ اس نے سانپ کا روپ دھار کر آپ کو دھوکے سے اپنی غار میں بلایا۔ اس طرف علاقے کا کبھی کوئی سانپ بھی خوف کے مارے نہیں جاتا۔"

ناگ نے غرّا کر کہا۔

"میں اِس آسیب سے نہیں ڈرتا۔ اگر تم اس طلسم کا کوئی توڑ جانتے ہو تو مجھے بتاؤ۔ میں زیادہ باتیں نہیں سننا چاہتا۔"

دادا سانپ نے معذرت پیش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معاف کر دیں مقدس ناگ! اب میں آپ کو اس طلسم کا توڑ بتاتا ہوں۔ ہمارے بزرگ کہا کرتے تھے کہ دریا کنارے والے غار

میں ایک آسیبی بھوت رہتا ہے جو انسانی سانپ کا دشمن ہے اور اگر کوئی انسانی سانپ اس کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اسے درندہ بنا کر شہر کی طرف بھیجتا ہے تاکہ وہ معصوم شہریوں کو ہلاک کر کے اس کے پاس لائے۔ آپ اس کے غار سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہ اچھا ہوا اب میں آپ کو وہ توڑ بتاتا ہوں جو ہمارے بزرگ سانپ ہمیں بتایا کرتے تھے۔"

ناگ نے جھنجھلا کر کہا۔

"دادا سانپ! مجھے توڑ بتاؤ۔"

دادا سانپ نے آہستہ آہستہ سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مقدس ناگ! میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ یہاں سے شمال کی جانب جہاں زمین ختم ہو جاتی ہے وہاں اونچی اونچی پہاڑیوں کے درمیان شیطانی وادی ہے جہاں نقاب پوش شیطانوں کی حکومت ہوتی ہے۔ ان کا بادشاہ ایک نقاب پوش شیطان فوُلا ہے۔ یہ ایک جادوگر بھی ہے اس نے ایک نقلی چاند بنا رکھا ہے جو ہر روز ایک کنوئیں کے اندر سے نکل کر پہاڑیوں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے اوپر آکر روشن ہو جاتا ہے۔ اس مصنوعی چاند کے اندر مٹی کا ایک انسانی پُتلا ہے۔ اس پتلے کے جسم میں ایک کیل کُھبا ہوا ہے۔ اگر آپ اس پتلے تک پہنچ کر اس کے جسم سے یہ کیل اُکھاڑ کر پھینک دیں تو نہ صرف یہ کہ آپ دوبارا انسانی شکل میں آجائیں گے۔ بلکہ اس شیطانی بستی پر سے بھی طلسم کا اثر ختم ہو جائے گا۔"

ناگ بڑی توجہ سے دادا سانپ کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ کہنے لگا۔

"میں مصنوعی چاند کے اندر پہنچ کر اس پتلے کو توڑ ڈالوں گا۔"

دادا سانپ نے کہا۔

"اس کو توڑنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ مقدس ناگ! آپ کو اس کے جسم میں سے کیل نکال کر پھینکنا ہو گا۔ مگر مصنوعی چاند تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ جس کنویں سے مصنوعی چاند ہر شام طلوع ہوتا ہے اس کے ارد گرد طلسم کا دائرہ ہے۔ جو کوئی اس کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرے وہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔"

ناگ نے پوچھا۔

"تو پھر میں اس میں کیسے داخل ہوں گا؟"

دادا سانپ نے کہا۔

"میں نے بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ اس شیطانی بستی میں ایک عیسائی بزرگ کی خانقاہ ہے۔ اس خانقاہ کے اندر دو صلیبیں رکھی ہیں۔ اگر آپ کسی طرح ان صلیبوں کو ہاتھ میں لے کر طلسمی دائرے میں گزریں گے تو آپ پر طلسم کا کوئی اثر نہیں ہوگا"

ناگ نے کہا۔

"میں یہ کام آسانی سے کر لوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

دادا سانپ بولا۔

"لیکن ایک بات کا خاص طور پر خیال رکھنا مقدس ناگ! جب آپ نے جادوئی پتلے کا کیل نکال پھینکا اور نقاب پوش جادوگر فولا کا طلسم ٹوٹ گیا تو وہ مصنوعی چاند آسمان کی طرف پرواز شروع کر دے گا۔"

ناگ نے کہا۔

"پھر کیا ہوا۔ میں مصنوعی چاند میں سے عقاب بن کر پرواز کر جاؤں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

داوا سانپ نے آہستہ سے کہا۔

"یہی مشکل کام ہے جو آپ نہیں کر سکیں گے۔"

"کیوں؟" ناگ نے سوال کیا۔

داوا سانپ بولا۔

"اس لیے کہ جب تک آپ مصنوعی چاند کے اندر رہیں گے آپ کی ساری طاقت آپ سے دُور رہے گی۔ آپ کوئی شکل نہیں بدل سکیں گے۔ یہ اس مصنوعی چاند کا اثر ہو گا۔ ہمارے بزرگوں نے یہی کہا ہے۔"

ناگ نے غرا کر اپنی گردن اوپر اٹھائی اور پنجہ زمین پر مار کر بولا۔

"میں شیطانوں کی بستی میں ضرور جاؤں گا۔ میں ساری زندگی ایک چیتا بن کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ تمہارا شکریہ۔ میں ابھی نقاب پوش شیطانوں کی بستی کی طرف جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے داوا سانپ اور سفید سانپ کو خدا حافظ کہا اور چھلانگ لگا کر غار سے باہر جنگل میں نکل آیا۔

جنگل میں رات تاریک تھی۔ دور مغرب کی طرف

آتش فشاں پہاڑ میں سے ابھی تک لاوا نکل رہا تھا اور ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ناگ چیتے کی شکل میں زقندیں بھرتا جنگل میں شمال کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔ ساری رات وہ جنگلی درختوں اور ٹیلوں کے درمیان دوڑتا چلا گیا۔

دوسرے دن وہ خشک میدانوں میں پہنچ گیا۔ جہاں سوکھی گھاس کے سوا کچھ نہیں اُگا ہوا تھا۔ دن بھر وہ ان میدانوں میں دوڑتا رہا۔ رات کو اس نے ایک کھوہ میں آرام کیا۔ اگلے روز وہ ایک صحرا میں آ گیا۔ تین دن کے سفر کے بعد یہ صحرا ختم ہوا تو ناگ کو دُور اونچی پہاڑیاں نظر آئیں۔ شاید یہی نقاب پوش شیطانوں کی بستی تھی۔ ناگ ایک چھوٹے سے تالاب پر پانی پینے کے لیے جھکا تو اس نے پہلی بار اپنی شکل دیکھی۔

وہ ایک نیلا چیتا تھا۔ اس کی آنکھیں زرد تھیں۔ کان اوپر کو اُٹھے ہوئے تھے۔ گردن چیتے کی طرح بھاری بھر کم تھی اور کھال نیلی تھی۔ ناگ نے اپنا منہ تالاب میں ڈال کر پانی پیا اور پھر دُور پہاڑیوں کی طرف دیکھا۔ چونکہ دن کا وقت تھا۔ اس لیے اسے ان پہاڑیوں کے اوپر جادوگر قولا کا بنایا ہوا مصنوعی چاند نظر نہیں آ رہا تھا۔ داوا سانپ کے کہنے کے مطابق یہ چاند شام کے بعد کنویں سے نکل کر ان پہاڑیوں کے اوپر آ کر چمکنے لگتا تھا۔ اس وقت دوپہر کا سماں تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے پہاڑیوں کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ چیتے کی طرح لمبی لمبی جست لگا کر پہاڑیوں کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ پہاڑیاں قریب دکھائی دیتی تھیں مگر اصل میں وہ کافی دور تھیں وہاں تک پہنچتے پہنچتے سورج غروب ہو گیا۔ ناگ نے اپنا سفر جاری رکھا۔

شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا کہ ناگ پہاڑی کے اوپر پہنچ گیا۔

اس نے گردن جھکا کر پہاڑی کی دوسری طرف دیکھا۔ نیچے پہاڑیوں کے درمیان ایک پیالے ایسی وادی میں پتھروں کے تکونی چھتوں والے مکان بنے تھے جن کے درمیان میں ایک بہت بڑا بت رکھا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے ناگ اندازہ نہ لگا سکا۔ کہ یہ بت کسی انسان کا ہے یا کسی جانور کا۔

اچانک وادی میں ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے لگی، یہ روشنی وادی کے درمیان ایک جگہ سے اوپر کو نکل رہی تھی۔ ناگ سمجھ گیا کہ نقاب پوش جادوگر فولا کا مصنوعی چاند کنویں میں سے ایک گول چمکیلا پہاڑی جتنا گولا نکل کر آہستہ آہستہ آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہے۔ کنویں کے ارد گرد نقاب پوش لوگ مکانوں سے نکل کر آ گئے۔ اور انہوں نے بھجن گانے شروع کر دیئے۔ ان کی ہلکی ہلکی آوازیں ناگ تک پہنچ رہی تھیں۔

یہ نقاب پوش جادوگر فولا کا مصنوعی چاند تھا جو کنویں میں سے نکل کر اوپر اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ مصنوعی چاند وادی کے عین اوپر آ کر ایک جگہ رک گیا۔ اس کی مصنوعی روشنی سے ساری وادی روشن ہو رہی تھی۔ ناگ اس ایجاد پر جادوگر فولا کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ سوچنے لگا کہ وہ اس چاند کے اندر کیسے پہنچے گا؟ بہر حال اسے یہ مہم سر کرنی تھی اور اس چاند کے اندر داخل ہو کر جادوئی پتلے کے جسم سے طلسمی کیل کو نکال پھینکنا تھا۔ اسی میں اس کی نجات تھی۔

مگر وہ مقدس صلیبوں کی مدد کے بغیر طلسمی کنویں کے دائرے میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ عیسائی بزرگ کی خانقاہ کہاں ہو گی؟ اس نے مصنوعی چاند کی روشنی میں وادی میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ اسے وادی کے مشرقی کونے کی جانب ایک جگہ درختوں کا ایک جھنڈ نظر آیا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے ان کے پیچھے مقدس بزرگ کی خانقاہ ہو۔

ناگ نے پہاڑیوں کے اوپر ہی اوپر سے مشرق کی طرف دوڑنا شروع کیا۔ وہ مصنوعی چاند کی روشنی میں ہی اس خانقاہ تک پہنچ جانا چاہتا تھا۔ کوئی آدھ گھنٹے بعد وہ مشرقی پہاڑی کی چوٹی پر پہنچا اور اس نے ڈھلان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر سے نیچے اُترنا شروع کیا۔ پہاڑی سنگلاخ تھی۔ یعنی اس کی ڈھلان پر کوئی سبزہ جھاڑیاں یا درخت نہیں اُگے ہوئے تھے۔ ناگ زقندیں لگاتا بڑی تیزی سے نیچے وادی میں آگیا۔

وہ ایک بہت بڑے پتھر کے پیچھے چھپ کر درختوں کے جھنڈ کو دیکھنے لگا۔ مصنوعی چاند کی روشنی میں ان درختوں کے سائے لمبے ہو رہے تھے۔ کیونکہ چاند ان سے ذرا ترچھا اوپر آسمان پر رُکا ہوا تھا۔ درختوں کے نیچے اندھیرا تھا۔ ناگ کے چیتے کی آنکھوں نے دیکھا کہ ان درختوں کے سائے میں ایک دیوار کھڑی تھی۔ ضرور یہی مقدس ناگ کی خانقاہ ہوگی۔ ناگ زمین کے ساتھ پیٹ لگا کر اس طرح خانقاہ کی طرف بڑھنے لگا جس طرح شیر آدھی رات کو جنگل میں اپنے شکار کی طرف بڑھتا ہے۔

ناگ کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ اس طلسمی لکیر کے اندر داخل ہو چکا ہے جس کو نقاب پوش جادوگر فولا کے حکم سے وہاں کھینچ دیا گیا تھا۔ اس طلسمی لکیر کا ناگ پر تو کوئی اثر نہ ہو مگر نقاب پوش جادوگر کی گپھا میں پتھر کے طوطے نے اپنی گردن اُٹھا کر چیخ مار دی۔ جادوگر فولا اس وقت اپنے مشیروں کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔

طوطے کی چیخ سن کر اس نے اپنی بندوق اٹھائی اور چلا کر بولا۔

"کوئی دشمن شمال کی طرف سے داخل ہوا ہے"

باقی نقاب پوش شیطانوں نے بھی اپنی بندوقیں اٹھائیں اور اپنے لیڈر کے پیچھے دوڑے۔ بستی کے دوسرے نقاب پوش لوگ کنویں کے پاس کھڑے نگاہیں اوپر اُٹھائے بڑے شوق سے مصنوعی چاند کو روشنی بکھیرتے دیکھ رہے تھے۔ شیطانی جادوگر فولا اپنے سات نقاب پوش آدمیوں کو لے کر مکانوں کے پیچھے سے ہوتا ہوا پہاڑی کی شمالی دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک نیلے رنگ کا چیتا زمین کے ساتھ لگا خانقاہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

جادوگر فولا نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے آہستہ سے کہا۔

"اس چیتے کو مارنا نہیں۔ اسے زندہ پکڑنا ہے۔ نیلا چیتا پہلی بار دیکھا ہے۔ یہ ہمارے کام آ سکتا ہے"

شیطانی نقاب پوش ناگ کے اردگرد پھیل گئے اور پھر انہوں نے ناگ کو گھیرے میں لے لیا۔ ناگ کو ابھی تک کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ برابر خانقاہ کی طرف بڑھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا تھا۔ اچانک بندوق کا فائر ہوا۔ اور اس سے پہلے کہ ناگ سنبھلتا سات آٹھ نقاب پوش اس پر ٹوٹ پڑے ان میں سے ایک نقاب پوش نے مشعل کو آگ لگا کر ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ کیونکہ آگ سے درندے بہت ڈرتے ہیں۔ جادوگر فولا نے چیخ کر کہا۔

"اس درندے کو زندہ پکڑ لو"

چار نقاب پوش ناگ پر ٹوٹ پڑے۔

ناگ نے ان سے نکلنے کی کوشش کی مگر انہوں نے اس کو دبوچ رکھا تھا۔ ان میں سے ایک نقاب پوش نے آگ سے جلتی مشعل ناگ کے سر پر ماری۔ ناگ نے اپنی پوری طاقت کو ایک جگہ جمع کر کے اس نقاب پوش کو ایسا ہاتھ مارا کہ اس کی گردن اس کے جسم سے الگ ہو گئی۔ یہ حالت دیکھ کر جادوگر فولا نے ناگ پر بندوق کا فائر کر دیا۔ لیکن ناگ کی خوش قسمتی تھی کہ وہ اس سے پہلے چھلانگ لگا کر دوسری طرف گر گیا تھا۔ نقاب پوشوں نے لیڈر سے کہا کہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں فولا۔ نہیں تو یہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ فولا نے کہا۔ "اسے زخمی کر دو۔ مارنا نہیں۔"

ناگ یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ اس نے ایک دھاڑ ماری اور قلابازی لگا کر فضا میں اچھلا اور پھر بجلی کی طرح غوطہ لگا کر پہاڑی کی طرف بھاگا۔ پیچھے سے اس

پر بندوقوں کے فائر ہونے لگے۔ گولیاں اس کے اوپر سے ہو کر گزر رہی تھیں مگر ناگ نہ رکا۔ وہ دیکھتے دیکھتے نقاب پوشوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ ناگ پہاڑی کی چٹانوں کے پیچھے پہنچ کر اوپر چوٹی کی طرف چڑھتا چلا گیا۔

نقاب پوش فولا نے پہاڑی کے پیچھے کھڑے ہو کر حکم دیا۔

"چیتا روپوش ہو گیا ہے۔ اس نے ہمارے تین آدمی ہلاک کر ڈالے ہیں۔ ہم اسے زندہ پکڑیں گے۔ ان پہاڑیوں میں سراغ رساں شکاری نقاب پوشوں کو روانہ کیا جائے"

نقاب پوش حکمران فولا کا یہ حکم اوپر پہاڑی میں چھپ کر بیٹھے ناگ نے بھی سن لیا تھا۔ اس نے سوچا کہ کسی جگہ چھپ جانا چاہیئے اور چاند کے واپس کنوئیں میں جانے کا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ چاند کی روشنی میں اسے دیکھا جا سکتا تھا۔ دادا سانپ نے اسے بتایا تھا کہ مصنوعی چاند رات کے پچھلے پہر واپس کنوئیں میں اتر جاتا ہے اور پھر سورج نکلنے تک وادی میں اندھیرا چھایا رہتا ہے۔ ناگ اس اندھیرے میں اپنی مہم پر دوبارا نکلنے کا پروگرام بنا کر پہاڑی کی چوٹی سے دوسری طرف اتر گیا اور چھپنے کے لیے کسی محفوظ جگہ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تلاش شروع کر دی۔

آخر ناگ کو ایک چھوٹی سی سرنگ مل گئی جو پتھروں میں چھپی ہوئی تھی اور باہر سے دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ناگ اس کے اندر جا کر چھپ کر بیٹھ گیا۔ رات گزرتی چلی گئی۔ آدھی رات کے بعد اسے پہاڑی پر دور آدمیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ نقاب پوش تھے جو اس کو تلاش کر رہے تھے۔ مگر انہیں سرنگ کا منہ نظر نہ آسکا اور آوازیں دور ہو گئیں۔

پچھلے پہر کے قریب ناگ سرنگ سے باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ آسمان پر سے مصنوعی چاند آہستہ آہستہ نیچے آ رہا تھا۔ پھر وہ کنوئیں کے عین اوپر آگیا اور اس کی نظروں کے سامنے مصنوعی چاند کنوئیں میں اتر کر غائب ہو گیا۔ چاند کے ساتھ ہی اس کی روشنی بھی کنوئیں میں چلی گئی اور پھر چاروں طرف گہرا اندھیرا چھا گیا۔ کچھ دیر ناگ کو نقاب پوشوں کے بھجن گانے کی آوازیں آتی رہیں پھر یہ آوازیں بھی خاموش ہو گئیں۔

اب ناگ پچھلے پہر کی تاریکی میں خانقاہ میں داخل ہونے کی کوشش کر سکتا تھا۔ کیونکہ آدھے گھنٹے کے بعد سورج نکلنے والا تھا اور سورج کی روشنی میں ناگ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ ناگ نے ایک بار پھر پہاڑی پر

سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔

پہاڑی پر اور پہاڑی کے نیچے اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ کسی نقاب پوش کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ ناگ کو معلوم تھا کہ جس طرف سے اس نے خانقاہ کی طرف داخل ہونے کی کوشش کی تھی وہاں کوئی طلسمی حصار تھا جس نے نقاب پوشوں کو خبردار کر دیا تھا۔ اب وہ اس حصار سے بچ کر دوسری طرف سے خانقاہ کی طرف بڑھا۔

یہاں ایک چھوٹی سی کھائی تھی جو خانقاہ کے عقب کی طرف جا رہی تھی۔ ناگ اس کھائی میں سے پھونک پھونک کر قدم رکھتا چلا جا رہا تھا۔ جب اسے کھائی کے باہر درختوں کا جھنڈ نظر آیا تو وہ کھائی کی دیوار پھاند کر باہر نکل آیا۔ اس کے سامنے اندھیرے میں ایک دیوار تھی۔ یہ خانقاہ کی دیوار تھی۔ دیوار کے نیچے ایک محرابی دروازہ بنا تھا جو بند تھا۔ ناگ نے دروازے کو زور سے دھکا دیا تو وہ کھل گیا۔

اندر ایک تہہ خانہ تھا۔ اندھیرا اور تاریک —— ناگ کی زود آنکھیں اس اندھیرے میں بھی دیکھ رہی تھیں۔ اُس تہہ خانے کے وسط میں ایک تختے پر دو صلیبیں پڑی تھیں۔ ناگ نے قریب جا کر دیکھا کہ یہ لکڑی کی صلیبیں تھیں۔ ناگ نے ایک صلیب کو اٹھا لیا اور خانقاہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے باہر نکلا۔

اب اس کا ٹارگٹ وہ کنواں تھا جس میں سے نقاب پوش قولا کا مصنوعی چاند ہر شام طلوع ہوتا تھا اور اب اس کے اندر غروب ہو چکا تھا۔ صلیب مل جانے کی وجہ سے ناگ کے اندر ایک زبردست حوصلہ اور طاقت آ گئی تھی۔ وہ دوڑتا ہوا کنوئیں کے قریب آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہاں طلسمی دائرہ بنا ہوا ہے۔ مگر اسے یہ بھی حوصلہ تھا کہ اس کے ہاتھ میں مقدس صلیب ہے اور یہ طلسمی حصار اِسے جلا نہیں سکتا۔

ناگ نے گردن جھکا کر دیکھا۔ کنوئیں کے چند قدموں کے فاصلے پر سرخ رنگ کی ایک لکیر کنوئیں کے اردگرد پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ اس لکیر پر سے گزر کر ہی کنوئیں کی منڈھیر تک پہنچ سکتا تھا۔ صلیب کی وجہ سے ناگ کے اندر بڑی جرات آ گئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ طلسمی لکیر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ چنانچہ وہ صلیب ہاتھ میں لیے طلسمی لکیر کے اوپر سے گزر گیا۔

لکیر کے اوپر سے گزرتے ہی کنوئیں کے چاروں طرف شعلے ہی شعلے بلند ہونے لگے۔ مگر یہ شعلے ناگ کو کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ اس کے جسم کا ایک بال بھی نہیں جلا تھا۔ صلیب بھی اس کے ہاتھ میں اُسی طرح پکڑی

ہوئی تھی اور صلیب کے گرد مقدس ہالہ روشن تھا۔

ناگ لپک کر کنوئیں کی ڈھیر پہ جا پہنچا۔ بستی کی طرف شور مچ گیا۔ نقاب پوش مکانوں سے نکل نکل کر کنوئیں کی طرف دوڑتے چلے آئے۔ انہوں نے میلے چیتے کو کنوئیں کی منڈھیر پر دیکھا تو فائرنگ شروع کر دی۔ مگر گولیاں صلیب کے اِدھر اُدھر سے ہو کر گزر جاتیں۔ ناگ نے نیچے جھانک کر دیکھا۔ کشادہ کنوئیں کے اندر ایک بہت بڑا چاند کا گولہ فضا میں لٹکا ہوا تھا۔ ناگ نے صلیب کو کنوئیں کی منڈھیر پر رکھ دیا اور خود کنوئیں کے اندر چھلانگ لگا دی۔ وہ گول چاند کے اوپر جا کر گرا۔ اس نے دیکھا کہ چاند کسی مضبوط دھات کا بنا ہوا تھا اور بالکل گول تھا۔ وہ چاند پر رینگتا، ابھرے ہوئے پتھروں کو اپنے نوکیلے پنجوں سے پکڑتا چاند کے پہلو میں نیچے آ گیا۔ یہاں ایک گول سوراخ تھا جو چاند کے اندر جاتا تھا۔

ناگ اس سوراخ میں گھُس گیا۔

اندر چاند میں ایک گول کمرہ بنا تھا جس کے درمیان ایک چبوترے کی پتھریلی چوکی پر ناگ کو مٹی کا ایک پتلا نظر آیا۔ اس پتلے کے سینے میں چاندی کی ایک کیل کھبی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی تھی۔ یہی وہ کیل تھی جس کے بارے میں دادا سانپ
نے بتایا تھا کہ اس کے باہر نکال دینے سے نہ صرف یہ
کہ ناگ اپنی اصلی حالت میں واپس آجائے گا بلکہ اس
وادی پر جادوگر فولا کا طلسم بھی ٹوٹ جائے گا۔ ناگ نے
ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر پتلے کے سینے پر پنجہ مارا اور
اس کا کیل کھینچ کر باہر پھینک دیا۔

کیل کے باہر نکلتے ہی چاند ایک دم سے اوپر بلند ہو
گیا۔ ناگ نے سوراخ میں سے باہر جھانک کر باہر دیکھا تو چا
کنوئیں سے دس بارہ منزل اوپر آگیا تھا۔ اسے دادا سانپ
کی بات یاد آئی کہ چاند کے اندر رہنے کی وجہ سے ناگ
طاقت کچھ عرصے تک معطل رہے گی۔ ناگ نے اپنے جسم
کو دیکھا۔ وہ دوبارا انسانی شکل میں آچکا تھا۔ مگر چاند
تیزی سے آسمان کی طرف اٹھتا چلا جارہا تھا۔ ناگ نے نیچے
وادی میں دیکھا۔ اسے مقدس صلیب روشنی کی لکیر بن کر
خانقاہ کی طرف جاتی نظر آئی۔ جبکہ باقی ساری وادی میں
ہر شے غائب ہو چکی تھی۔ نہ کوئی نقاب پوش تھا۔ نہ کوئی
مکان تھا۔ ساری وادی خالی خالی تھی۔ وہ کنواں بھی غائب
ہوگیا تھا جس میں سے مصنوعی چاند نکلا تھا۔

ناگ کو درختوں کے جھنڈ میں صرف خانقاہ کی دی

نظر آرہی تھی جس کے اوپر دونوں مقدس صلیبیں لگی نور پھیلا
رہی تھیں۔

ناگ کو لے کر مصنوعی چاند بڑی برق رفتاری سے آسمان
کی طرف اُٹھتا چلا جا رہا تھا۔ نیچے پہاڑیاں آہستہ آہستہ دھندلی
ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ ناگ کو صرف مقدس صلیبوں کی نورانی
روشنی ہی نظر آرہی تھی۔ چند منٹوں کے اندر اندر یہ مصنوعی
چاند زمین کے مدار سے نکل کر خلا میں آگیا۔ اب نیچے
زمین ایک چمکیلا گولہ لگ رہی تھی۔

ناگ چاند کے گول کمرے میں آکر چبوترے پر بیٹھ گیا۔
اس نے سانس کھینچ کر اپنی طاقت کو آزمانا چاہا۔ مگر وہ سانپ
کی شکل اختیار نہ کر سکا۔ سانپ دادا نے سچ کہا تھا کہ جتنی
دیر وہ مصنوعی چاند کے اندر رہے گا اپنی شکل تبدیل نہ
کر سکے گا۔ اب ناگ اس مصنوعی چاند کے رحم وکرم پر
تھا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ چاند اسے لے کر خلا میں
کس طرف بھاگتا جا رہا ہے۔

کچھ دیر کے بعد ناگ نے مصنوعی چاند کے سوراخ میں
سے باہر جھانک کر دیکھا تو وہ دنگ ہو کر رہ گیا۔ وہ اپنی
زمین سے اتنی دور اوپر خلا میں نکل آیا تھا کہ اس کی زمین
ایک سیارے کی طرح چمک رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ سر جھکائے واپس چبوترے پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو خدا کے بھروسے پر چھوڑ دیا۔ فرش پر جادوئی پتلا گرا ہوا تھا۔ اس کے سینے سے نکلی ہوئی چاندی کی کیل بھی پاس ہی پڑی تھی۔ ناگ کو اب ان میں سے کسی چیز سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن فرش پر پڑا ہوا پتھر کا بالشت بھر کا انسانی پتلا اپنی مردہ آنکھوں سے ناگ کو برابر دیکھ رہا تھا۔ کیل نکالنے سے پتھر کے انسانی جسم میں جان پڑ گئی تھی۔ لیکن پتلا اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ دیکھ سکتا تھا۔ سن سکتا تھا۔ اور بول بھی سکتا تھا۔

پتلے نے ناگ کو پریشان دیکھا تو آہستہ سے کہا۔

"میری طرف دیکھو"

ایک باریک انسانی آواز سن کر ناگ چونک پڑا۔ اس نے ارد گرد دیکھا۔ اسے کوئی انسان نظر نہ آیا۔ پھر یہ آواز کہاں سے آئی تھی؟ ناگ نے خیال کیا کہ ہو سکتا ہے اس کے کانوں کو دھوکہ ہوا ہو۔ وہ دوبارہ سر جھکا کر عنبر ماریا اور کیٹی کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہی آواز پھر آئی۔

"تم میری آواز سن رہے ہو دوست؟"

ناگ نے فوراً گردن اٹھا کر اپنے پیچھے دیکھا۔ پیچھے کوئی بھی نہیں تھا۔

ناگ نے کہا۔

"تم ـــــ کون ہو؟"

پتلا بولا۔

"میں تمہارا دوست ہوں اور تمہارے سامنے فرش پر پڑا ہوں"

اب ناگ نے فرش پر پڑے پتھر کے چھوٹے پتلے کو دیکھا تو اسے پتلے کی آنکھیں اپنی طرف گھورتی نظر آئیں۔ وہ چبوترے سے اٹھ کر پتلے کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اسے جھک کر دیکھنے لگا۔ پتلے نے مسکرا کر کہا۔

"تم ضرور حیران ہو رہے ہو گے۔ مگر گھبراؤ نہیں یہ میں ہی بول رہا ہوں۔ تم نے میرے جسم سے کیل نکال کر مجھے دوبارہ زندگی عطا کی ہے۔ میں تمہارا احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا"

ناگ نے تعجب سے پتلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ـــ کیا تم جادو کے پتلے ہو؟ یا کوئی سچ کے بولتے انسان ہو؟"

پتلا باریک آواز میں بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں سچ مچ کا انسان نہیں ہوں۔ جادو کا پتلا ہی ہوں۔ مگر طلسمی کیل کے نکل جانے سے مجھ میں جان واپس آگئی ہے۔ میں انسان نہیں بلکہ پتھر کی روح ہوں۔ نقاب پوش جادوگر نے پتھر میں سے نکال کر مجھے تراشہ اور کیل میرے سینے میں ٹھونک کر مجھے پتھر بنا ڈالا تھا۔ تم نے کیل نکالا تو میں پھر سے زندہ روح بن گیا۔ میں پتھر کی روح ہوں۔ پہاڑوں کی روح ہوں۔"

ناگ نے کہا۔

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہ چاند ہمیں لے کر کہاں جا رہا ہے؟"

پتلے نے کہا۔

"یہ جاننا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر یہ چاند پتھر کا بنا ہوا ہوتا تو میں اس چاند کے ارادے کا اندازہ لگا سکتا تھا۔ لیکن یہ چاند کی مصنوعی دھات سے بنایا گیا ہے۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ پتھر کے پتلے نے کہا۔

"جس پتھر سے تراش کر مجھے بنایا گیا ہے اس میں کئی ہیرے، جواہرات اور لعل و یاقوت کے اثرات شامل ہیں۔ ہر ہیرے جوہر کی روح ہوتی ہے۔ یہ روح مجھے اپنے ماحول کے بارے میں سب کچھ بتا دیتی ہے۔ مگر اس مصنوعی چاند کی دھات میرے لیے اجنبی ہے۔"

ناگ نے مایوسی کے انداز میں آہ بھر کر کہا۔

"اب تو ہمیں یہ چاند جہاں لے جائے جانا ہوگا۔"

ایک دم سے چاند کو ایک جھٹکا لگا۔ ناگ نے دونوں وں سے فرش پکڑ لیا اور بولا۔

"کوئی شہاب ثاقب ہمارے چاند سے ٹکرایا ہے۔"

پتلے نے کہا۔

"مجھے اپنے اندر سے کشش کی لہریں گزرتی محسوس ہو رہی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کوئی بہت بڑا سیارہ ہمارے چاند کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔"

ناگ نے جلدی سے اُٹھ کر سوراخ میں سے باہر انک کر دیکھا۔ اس نے باہر جو منظر دیکھا اس سے ہ مبہوت ہو کر، حیران ہو کر رہ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیچے خلا میں ایک بہت بڑے گول سیارے کی گول روشن زمین لگی ہوئی ہے جس کے ارد گرد بارہ چھوٹے چھوٹے چاند روشن ہیں۔ ناگ نے کہا۔

"یہ بارہ چاندوں والا کوئی سیارہ ہے۔ وہ ہمیں اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔"

مصنوعی چاند بم

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"مجھے باہر کا منظر دکھاؤ۔"

ناگ نے پتلے کو ہاتھ میں اٹھا کر اس کا چہرہ باہر کو کر دیا۔ پتلے نے کہا۔

"دوست! یہ کوئی ایسا سیارہ ہے جس کے بارہ چاند ہیں۔ اور تم نے اس سورج کو نہیں دیکھا جو ان چاندوں کے اوپر بہت دور خلا میں چمک رہا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"کیا ہمارا مصنوعی چاند اس سیارے سے ٹکرا جائے گا؟"

پتلا بولا۔

"نہیں — ایسا نہیں ہو گا۔ کیونکہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ سیارے کی کشش کی لہریں کم

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو رہی ہیں۔"

ناگ نے بھی محسوس کیا کہ مصنوعی چاند کی رفتار
کم ہو گئی تھی۔ پھر ان کا مصنوعی چاند سیارے
زمین کے اوپر کافی بلندی پر پہنچ کر رک گیا۔ ان
اور دوسرے چاندوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ ناگ
آنکھیں کھول کر سوراخ میں سے نیچے سیارے کی گول
زمین کو دیکھنے لگا۔ پتلا اس کے ہاتھ میں تھا۔ ناگ
کہا۔

"یہ کوئی ویران سیارہ ہے۔ یہاں چاروں طرف
نیلا سمندر ہی سمندر نظر آ رہا ہے۔"

پتلے نے نیچے تکتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ جگہ جگہ جو بھورے دھبے
نظر آتے ہیں یہ یہاں کی خشک زمین ہے۔"

ناگ کہنے لگا۔

"مگر ہمارا کیا بنے گا؟ کیا ہم اس چاند میں
ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے؟ ہمارا مصنوعی
چاند تو اس سیارے پر آ کر لٹک گیا ہے۔"

مصنوعی چاند نیچے کی زمین سے کافی بلندی پر آ
خلا میں لٹک گیا تھا۔ زمین ان سے بہت فاصلے پر تھی

پتلا بھی نیچے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے
ناگ سے کہا۔

"دوست! کوئی چیز ہماری طرف بڑھ
رہی ہے۔"

ناگ نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیچے زمین کی سطح پر
دیکھا ایک سیاہ دھبہ سا نظر آیا جو آہستہ آہستہ اوپر
کی طرف اُٹھ رہا تھا۔

"یہ کیا چیز ہے؟" ناگ کے منہ سے اپنے آپ
نکلا۔

پتلا بولا۔

"یہ کوئی پتھر کی بنی ہوئی چیز نہیں ہے۔ ورنہ
مجھے اس کی شعاعوں کا احساس ہو جاتا۔"

اس اجنبی سیّارے کی زمین سے اوپر کو اٹھتا
ہوا سیاہ دھبہ بڑی تیز رفتاری سے بلند ہو رہا تھا۔
اب ناگ کو وہ دھبہ بڑا صاف نظر آنے لگا تھا۔ یہ
ایک سیاہ رنگ کا راکٹ تھا جس کی نوک ان کے
مصنوعی چاند کی طرف تھی۔ اس راکٹ کی دیوار میں دو
چوکور کھڑکیاں تھیں جن میں روشنی ہو رہی تھی۔
ویسے باہر بھی روشنی ہی روشنی تھی۔ ناگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”یہ کوئی راکٹ ہے۔ لگتا ہے اس سیارے
کی مخلوق ہماری طرف آ رہی ہے“
پتلا کچھ نہ بولا۔ ناگ نے کہا۔
”اس سے پہلے کہ ہمارے ساتھ کوئی حادثہ
پیش آ جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنے
بارے میں بتا دوں۔ میرا نام ناگ ہے۔
میری طاقت اس مصنوعی سیارے کے اندر
ہونے کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لیے
معطل ہو گئی ہے۔ لیکن جب میں اس سے
باہر نکلوں گا تو میری طاقت واپس آ جائے
گی اور جو میں جو شکل چاہے اختیار کر سکوں
گا“
پتلے نے مسکرا کر کہا۔
”ناگ میں تمہارے بارے میں سب کچھ
جانتا ہوں۔ میں نے ویسے ہی تمہیں نہیں
بتایا تھا۔ اب میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں
کہ تم نے مجھے اس لائق سمجھا کہ اپنا سب
سے قیمتی راز مجھ پر فاش کر دیا۔ میں نے
اپنے بارے میں تمہیں پہلے ہی سب کچھ

بتا دیا ہے۔ اب میرا نام بھی سن لو۔ میرا نام
یاقوت ہے۔ کیونکہ میرے جسم میں یاقوت
پتھر کا عنصر سب سے زیادہ ہے“
ناگ نے کہا۔
”اگر یہ مخلوق ہماری دشمن ہوئی اور اس نے
ہم پر حملہ کر دیا تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ میں اتنا
کر سکتا ہوں کہ تمہیں ساتھ لے کر مصنوعی چاند
سے باہر چھلانگ لگا دوں اور خلا میں ہی اپنی
شکل تبدیل کر کے کوئی پرندہ بن کر فضا میں
اڑنا شروع کر دوں اس صورت میں تم میرے
ساتھ ہی ہو گے“
یاقوت پتلے نے مسکرا کر کہا۔
”گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میرے دوست!
ذرا اس مخلوق کو اوپر تو آنے دو۔ ہو سکتا
ہے یہ ہمیں کچھ نہ کہیں“
ناگ نے کہا۔
”میں ایک عرصے سے خلا میں سفر کر رہا ہوں۔
ایسی مخلوق ہمیں کسی سیارے پر نہیں کہ جس
نے ہماری آؤ بھگت کی ہو“

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یاقوت پتلا خاموش ہو گیا۔ ناگ نے سوراخ میں سے باہر دیکھا۔ سیارے کی مخلوق کا راکٹ ان کے مصنوعی چاند کے بہت قریب آچکا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ راکٹ کی دیواروں پر چاند کی رنگدار تصویریں بنی ہوئی تھیں یہ اتنا بڑا راکٹ تھا کہ اس میں آدھی درجن آدمی سفر کر سکتے تھے۔ راکٹ کے نیچے سے سفید رنگ کی شعاعیں خارج ہو رہی تھیں اور فضا میں اُن کا شور گونج رہا تھا۔

ناگ عجیب الجھن میں تھا۔ وہ اپنی شکل بدل کر سانپ بھی نہیں بن سکتا تھا اور اندر کہیں چھپ بھی نہیں سکتا تھا۔ پتھر کا پتلا اس کے ہاتھ میں تھا اور خلائی مخلوق کا راکٹ مصنوعی چاند کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ ناگ نے پتلے سے کہا۔

"اگر انہوں نے ہمیں پکڑ لیا تو اس مصنوعی چاند کی فضا سے نکلتے ہی میری طاقت واپس آجائے گی اور میں کوئی بھی شکل اختیار کر کے ان کی گرفت سے نکل جاؤں گا مگر تم کیا کرو گے۔ میرا مطلب ہے اگر انہوں نے پہلے تمہیں قابو کر لیا تو کیا تم اپنی جان بچا سکو گے؟"

پتھر کا پتلا بولا۔

"یہ میں ابھی نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ اس خلائی مخلوق کے ہاتھ میرے جسم سے لگے تو میرے جسم میں کیا تبدیلی واقع ہو سکے گی اور میں کیا صورت اختیار کر سکوں گا۔"

وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ٹھک کی آواز کے ساتھ خلائی مخلوق کا راکٹ مصنوعی چاند کے سوراخ کے ساتھ آ کر لگ گیا۔

ناگ نے پتھر کے پتلے کو اپنی جیب میں ڈالا اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے خلائی مخلوق کی آوازیں آئیں۔ یہ ایسی آوازیں تھیں۔ جیسے بہت سے چوہے آپس میں بول رہے ہوں۔ سوراخ میں سے نیلی روشنی اندر آئی اور اس کے ساتھ ہی چار ایسے اونچے لمبے آدمی اندر داخل ہوئے جن کے سر چوہوں کے تھے اور باقی جسم انسان کا تھا۔ اُن کی سرخ آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ ان میں سے ہر ایک چوہے انسان کے ہاتھ میں لیزر گن تھی۔

آگے آگے ایک بڑا چوہا انسان تھا جو ان کا لیڈر تھا۔ اس نے ناگ کو دیوار کے ساتھ کھڑے دیکھا تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہیں ٹھٹھک سا گیا اور اپنے چوہے کی آنکھوں سے اسے گھورنے لگا۔ پھر اس نے پچ پچ پچ کی آواز نکال کر اپنے ساتھی چوہے انسان سے بات کی۔ اگرچہ یہ چوہے انسانوں کی خلائی زبان تھی مگر ناگ اسے سمجھ رہا تھا۔ سردار چوہے انسان نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"یہ بارھویں نظام شمسی کی زمین کا انسان ہے۔ ان انسانوں کے بارے میں ہماری لائبریری میں ایک ویڈیو فلم موجود ہے جسے ہمارے ایک بزرگ سائنسدان نے خلا میں سفر کرنے والی فوٹو لہروں سے ٹیپ کیا تھا۔"

ناگ یہ سن کر حیران رہ گیا کہ یہ چوہا مخلوق کس قدر ترقی یافتہ ہے کہ خلا میں سفر کرنے والے زمینی سیارے کے عکسی واقعات کو فلم پر اتار سکتی ہے۔ مگر اس وقت اسے اپنی زندگی کی فکر پڑی تھی۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ چوہا مخلوق اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والی ہے اس کے دوسرے چوہے ساتھی نے کہا۔

"مگر یہ اس چاند میں کیسے آ گیا باس؟"

سردار چوہا بولا۔

"یہ مصنوعی چاند ہے۔ ہو سکتا ہے بارھویں نظام شمسی کی زمین سے اڑایا گیا ہو۔ اسے پکڑ کر لے چلو لیبارٹری میں اس کی ذہنی لہروں کا تجزیہ کیا جائے گا۔"

سردار چوہے انسان کے اشارے پر تین چوہے انسان آگے بڑھے اور انہوں نے ناگ کو گھیر لیا اور اپنی لال لال چوہے کی آنکھوں سے غور سے تکنے لگا۔

اچانک ان میں سے ایک نے ناگ کے کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

ہاتھ کا رکھنا تھا کہ ناگ بے حس ہو کر گر پڑا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کا سانس آنا بھی بند ہو گیا ہے مگر وہ زندہ تھا۔ اس کا ذہن بھی کام کر رہا تھا مگر سانس کا آنا جانا رک گیا تھا۔

انسانی چوہوں نے اسے اٹھایا اور مصنوعی چاند کے سوراخ میں سے نکال کر اپنے راکٹ میں لے گئے۔ راکٹ میں بھی انسانی چوہے لمبے لمبے سفید لبادے پہنے گھوم پھر رہے تھے۔ راکٹ اندر سے جدید ترین مشین سے لیس تھا۔ ناگ کو ایک شیشے کے بکس میں لٹا دیا گیا۔ پھر اس کی تلاشی لی گئی۔ اس کی جیب سے پتھر کا پتلا نکلا جس کو چوہے انسان حیرانی سے دیکھنے لگے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ بُت اس کی جیب میں کیوں ہے؟" ایک چوہے انسان نے کہا۔

دوسرا چوہا انسان بولا۔

"اس کو باہر پھینک دو۔ یہ ہمارے کام کی چیز نہیں ہے۔"

ناگ یہ سب کچھ سن رہا تھا مگر نہ بول سکتا تھا۔ نہ اپنے جسم کو ہلا سکتا تھا۔ ایک چوہے انسان نے پتھر کے بُت کو راکٹ کی کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

پتھر کا پتلا راکٹ کی کھڑکی سے نیچے گرا تو گرتا ہی چلا گیا۔ پتلے نے دیکھا کہ نیچے زمین بہت دُور ہے۔ اس نے دل میں کہا۔ کم بختوں نے مجھے ادھر کیوں پھینک دیا۔ اب خدا جانے ناگ کے ساتھ کیا گزرے گی۔

پتھر کا پتلا گرتا چلا جا رہا تھا۔ زمین قریب سے قریب آ رہی تھی۔ پتلے نے دیکھا کہ وہ سمندر میں گرنے والا تھا۔ اس کے نیچے ٹھاٹھیں مارتا نیلا سمندر تھا۔ جس کی بڑی بڑی لہریں اوپر اُٹھ رہی تھیں۔ پتھر کا پتلا سمندر میں گرتے ہی پانی میں چلا گیا۔ سمندر کافی گہرا تھا۔ پتھر کا پتلا سمندر کی تہہ میں زنگ آلود پتھروں کے پاس جا کر زمین سے لگ گیا۔ سمندر کے پانی میں

گرنے سے اس پر شدید دباؤ پڑا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

دوسری طرف ناگ کو شیشے کے بکس میں بند کر دیا گیا۔

راکٹ واپس زمین کی طرف پرواز کرنے لگا۔ سردار چوہا اس کے بکس کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ساتھی چوہا پاس ہی تھا۔ سردار چوہے نے کہا۔

"اس مصنوعی چاند کو ہم ایک بہت بڑے خلائی بم میں تبدیل کر کے اپنے دشمن سیارے پر گرا سکتے ہیں۔"

ساتھی چوہا کہنے لگا۔

"اچھا خیال ہے۔ اتنا بڑا بم دشمن سیارے سے ٹکرا گیا تو اس کے پرخچے اُڑ جائیں گے۔"

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ دشمن سیارے کی مخلوق ہمارے شمسی پروگرام کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ہم اس ساری کہکشاں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ ہمارے دشمن سیارے کی مخلوق اپنے لیزر بموں سے ہمیں بار بار دھمکی دیتی رہتی ہے کہ اگر ہم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ئے کہکشاں پر حملے کی کوشش کی تو ہمارے چاند سیارے پر لیزر بم گرا دیئے جائیں گے۔"

ساتھی چوہا بولا۔

"اس سلسلے میں یہ انسان جو اس مصنوعی چاند کے ساتھ آیا ہے۔ ہماری بہت مدد کر سکتا ہے اگر ہم اس چاند بم کے ساتھ اس انسان کی ذہنی لہروں کو ماؤف کر کے روانہ کر دیں تو مصنوعی چاند کی شعاعیں اس انسان کے جسم کی طرف رخ پھیر لیں گی اور دشمن کے راڈار اس مصنوعی چاند بم کو نہ پکڑ سکیں گے۔"

سردار چوہا اپنی تھوتھنی اوپر اٹھا کر بولا۔

"اور ہمارا مصنوعی چاند بم ان کے سیارے پر اچانک نمودار ہو کر گر پڑے گا اور اسے نیست و نابود کر دے گا۔"

ساتھی چوہا انسان بولا۔

"سردار! یہ ہماری سب سے بڑی فتح ہو گی۔ یہ تو بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ یہ انسان اس مصنوعی چاند کو لے کر ہمارے سیارے پر آ گیا۔"

سردار چوہے نے کہا۔

"ڈاکٹر چوہے کو کہو کہ آپریشن کی تیاری کرے، تاکہ اس انسان کی ذہنی لہروں کے تجزیے کے بعد اسے ماؤف کر دیا جائے اور ہاں کمانڈر چوہے سے کہو کہ مصنوعی چاند کو لیزر بم بنانے کا کام شروع کر دے۔"

شیشے کے بکس میں لیٹے لیٹے ناگ نے یہ باتیں سنیں خوف کی ایک ٹھنڈی لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی۔ یہ لوگ تو اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کے پروگرام پر عمل کرنے والے تھے۔ مصیبت یہ تھی کہ ناگ بے حس ہو چکا تھا۔ اپنے جسم کا کوئی عضو نہیں ہلا سکتا تھا۔ اور جب تک وہ سانس نہ لے اپنی جون نہیں بدل سکتا تھا۔ کسی جانور یا سانپ کا روپ نہیں دھار سکتا تھا۔

راکٹ زمین پر پہنچ کر زمین کے اندر بنے ہوئے ایک بہت بڑی ہسپتال نما لیبارٹری میں چلا گیا۔ یہاں سے ناگ کے شیشے کے بکس کو اتار کر ایک ایسے سلنڈر میں اسے ڈالا گیا جو اسقدر ٹھنڈا تھا کہ ناگ کا جسم برف سے بھی زیادہ سرد ہو کر جم گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب ناگ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ کوئی آواز بھی نہیں سن
سکتا تھا۔

وہ بے حس اور بے ہوش ہو چکا تھا۔

اِدھر پتھر کے پتلے کو جب ہوش آیا تو اس نے
دیکھا کہ وہ ابھی تک سمندر کی تہہ میں ہی پڑا ہے۔ اس
نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ اس کے پاس ہی ایک کھُردری
سمندری چٹان کا ایک کونا باہر نکلا ہوا تھا۔ اس سمندری
چٹان کے کونے کی شکل کسی عورت سے ملتی جُلتی تھی۔
اس کے سر پر سمندری گھاس بالوں کی طرح لہرا رہی تھی
پتھر کے پتلے نے اس کھردری چٹان کے پتھر سے
روحانی رابطہ پیدا کیا تو چٹان نے پتلے سے اپنی زبان
میں پوچھا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟ میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہیں
مجھ سے کسی چیز کی ضرورت ہے۔"

پتھر کے پتلے نے پتھر کی زبان میں جواب دیا۔

"میں اور میرا ایک ساتھی بارہویں نظام شمسی
کے زمینی سیارے سے نکل کر ایک حادثے
کے باعث تمہارے سیارے پر آ گئے ہیں۔
میرے دوست کو تمہارے سیارے کی

مخلوق گرفتار کر کے لے گئی ہے۔ مجھے انہوں
نے راکٹ کی کھڑکی سے سمندر میں پھینک
دیا تھا۔ اب میں اپنے دوست کے لیے پریشان
ہوں۔"

"تم کیوں پریشان ہو؟" چٹان نے سوال کیا۔

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"مجھے ڈر ہے کہ چوہا مخلوق میرے دوست
کے دماغ کے سارے مواد کو نکال کر اسے
ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گی۔ میں اِسے بچانا چاہتا
ہوں۔ مگر تم جانتی ہو کہ میں محض ایک پتھر ہوں
اگرچہ میں سن سکتا ہوں۔ دیکھ سکتا ہوں۔ پھر بھی
میں پتھر ہوں۔ تم میری کیا مدد کر سکتی ہو؟"

چٹان کہنے لگی۔

"تم میرے پتھر بھائی ہو۔ میں تمہارے لیے
جو کچھ کر سکتی ہوں ضرور کروں گی۔"

چٹان کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی۔ پھر اس
نے کہا۔

"میرے پتھر بھائی! میں تمہیں سمندری شہزادی
کا روپ دے کر یہاں سے چوہا انسانوں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاس پہنچائے دیتی ہوں۔ تم ان کی زیرِ زمین لیباٹری
کے دروازے پر جا کر نمودار ہو گے۔ وہاں ایک
پانی کا تالاب ہے۔ تم اس تالاب میں سے نکلو گے۔
تم ایک سمندری شہزادی کے لباس میں اور اسی کی
شکل میں ہو گے۔ یہاں کی مخلوق سمندری شہزادیوں کی پوجا
کرتی ہے یہ لوگ تمہاری عزت کریں گے۔ آگے اپنے
دوست کو بچانا اور اس کے پاس پہنچنا تمہارا کام ہے۔
میں اس سے زیادہ تمہارے لیے اور کچھ نہیں کر
سکتی۔"

پتھر کا پتلا کہنے لگا۔

"میرے لیے اتنا ہی بہت ہے چٹان بہن! تم مجھے
فوراً وہاں پہنچا دو۔"

چٹان بولی۔

"مگر ایک بات دھیان میں رکھنا۔ یہ بھیس صرف دن
کی روشنی تک ہی رہے گا۔ شام ہوتے ہی تم
اپنی اصلی شکل پر واپس آ جاؤ گے۔ اگر تمہیں منظور
ہے تو میں ابھی تمہیں سمندری شہزادی بنائے دیتی
ہوں۔"

پتھر کے پتلے نے سوچا کہ ایک بار وہ زیرِ زمین لیباٹری

میں پہنچ گیا تو پھر وہ شام ہونے سے پہلے پہلے اپنے دوست
ناگ کو وہاں سے بچا کر لے آئے گا۔ اس نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔"

سمندری چٹان کے اندر سے ایک کھردرا سا ہاتھ نکلا۔
اس ہاتھ نے پتھر کے پتلے کو اپنی انگلی سے چھو لیا۔ انگلی کے
چھوتے ہی پتھر کے پتلے نے ایک خوب صورت سمندری
شہزادی کی شکل اختیار کر لی جس کی آنکھیں نیلی اور بال سنہری
تھے اور شاندار لباس پر مرجان اور موتی جڑے ہوئے تھے۔
سر پر سفید موتیوں کا تاج تھا۔

پتھر کے پتلے نے تعجب سے اپنے جسم کو دیکھا اور چٹان
کا شکریہ ادا کیا۔ چٹان نے کہا۔

"تمہیں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ دن گزر رہا
ہے۔ یاد رکھنا۔ سورج غروب ہونے سے پہلے
پہلے واپس لیبارٹری کے دروازے والے تالاب
میں چھلانگ لگا دینا نہیں تو تم وہیں پتھر کے پتلے
بن جاؤ گے۔"

سمندری شہزادی یعنی پتھر کے پتلے نے کہا۔

"میں سورج غروب ہونے تک ناگ کو بچا کر لے
جاؤں گا تم فکر نہ کرو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندری چٹان نے اسے موتیوں کی ایک چھڑی دی اور کہا۔

"اسے پانی میں آگے پھیلائے رکھنا۔ یہ خود بخود تمہیں سمندر کے اندر ہی اندر سے لیبارٹری کے دروازے والے تالاب تک پہنچا دے گی۔"

سمندری شہزادی یعنی پتھر کے پتلے نے چھڑی ہاتھ میں لے لی اور بازو آگے پھیلا دیا۔ اس چھڑی نے بڑی تیزی سے پتھر کے پتلے کو آگے کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ یہ تو جیسے جادو کی چھڑی تھی۔ پتھر کا پتلا سمندری شہزادی کے روپ میں سمندر کے اندر ہی اندر بڑی زبردست رفتار کے ساتھ ایک طرف بہا چلا جا رہا تھا۔ پھر موتیوں کی چھڑی اسے سمندر میں اوپر کی طرف لے جانے لگی۔ پتلا سمجھ گیا کہ وہ تالاب آ گیا ہے جہاں سے اس نے باہر نکلنا ہو گا۔

پتلے نے اپنا سر پانی سے باہر نکالا تو دیکھا کہ ایک بھورے رنگ کی بہت بڑی نوکیلے پتھروں والی عمارت کے سامنے وہ ایک تالاب میں ہے۔ چار انسانی چوہے کچھ فاصلے پر ایک زمین کے اندر جاتے راستے کے باہر دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے تالاب میں سے ایک موتیوں کے تاج والی لڑکی کو باہر نکلتے دیکھا تو اسے دیکھتے ہی

رہ گئے۔

سمندری شہزادی تالاب سے باہر نکل کر کھڑی ہو گئی۔ جادو کی موتیوں والی چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی۔ اور دن کی روشنی میں اس کے لباس کے موتی اور تاج کے جواہرات چمک رہے تھے۔ وہاں شور مچ گیا کہ سمندری شہزادی درشن دینے آئی ہے۔ کتنے ہی انسانی چوہے آس پاس سے نکل کر وہاں جمع ہو گئے اور انہوں نے سمندری شہزادی یعنی پتھر کے پتلے کے ارد گرد رقص کرنا شروع کر دیا۔ وہ چوں چوں ایسی آوازیں نکال رہے تھے۔

سردار چوہا نیچے لیبارٹری میں ناگ پر تجربے کی تیاریاں کروا رہا تھا۔ سمندری شہزادی عرف پتھر کے پتلے نے اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔ سیارے کے بارہ چاند خلا میں زمین کے گرد کھڑے چمک رہے تھے۔ ان کے پاس ہی خلا میں ان کا اپنا مصنوعی چاند خلا میں اٹکا کھڑا تھا اور اس کی طرف انسانی چوہوں کے راکٹ آ جا رہے تھے۔

پتھر کا پتلا سمجھ گیا کہ اس مصنوعی چاند کو لیزر شعاعوں کے ہلاکت خیز بم بنانے کا عمل شروع ہو گیا ہے۔

اس سیارے کی چوہا مخلوق شروع ہی سے سمندر کی پوجا کرتی آئی تھی۔ اب انہوں نے سمندر کی پوجا چھوڑ دی تھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر یہاں کی مخلوق اور خود چوہا سردار بھی اس عقیدے پر یقین رکھتا تھا کہ سمندری شہزادی کا سمندر سے نکل کر اپنے آپ کو ظاہر کرنا خوش قسمتی کی علامت ہے۔

چنانچہ جب سردار چوہے کو لیبارٹری کے آپریشن روم میں پتہ چلا کہ لیبارٹری کے تالاب میں سے سمندری شہزادی ظاہر ہوئی ہے تو اس کی چوہے ایسی تھوتھنی پر مسکراہٹ آ گئی۔ آپریشن کرنے والا سائنس دان چوہا انسان اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔ اس نے کہا۔

"سردار! یہ بڑا اچھا شگون ہے۔ سمندری شہزادی کے ظاہر ہونے سے اس بات کا ثبوت مل گیا کہ ہم مصنوعی چاند بم سے اپنے دشمن سیارے کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

سردار چوہا خوش ہو کر بولا۔

"ڈاکٹر تم زمینی انسان کے دماغ کے آپریشن کی تیاری کرو۔ میں جا کر سمندری شہزادی کا خیر مقدم کرتا ہوں۔"

سردار چوہا لیبارٹری کے ایٹمی نقطے میں کھڑے ہو کر ایک سیکنڈ میں لیبارٹری کے دروازے پر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ صحن کے باغیچے میں سمندری شہزادی اپنے شاندار لباس میں موتیوں کی چھڑی ہاتھ میں لیے کھڑی ہے اور چوہے انسان اس کے ارد گرد رقص کر رہے ہیں۔

وہ آگے بڑھا۔ اس نے سمندری شہزادی کے سامنے جا کر ادب سے اسے سلام کیا اور اپنی چوہوں کی زبان میں بولا۔

"سمندری شہزادی تمہارا ہمارے ہاں تشریف لانا ہمارے لیے مبارک ثابت ہو گا۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ تم اس وقت آئی ہو جبکہ ہم اپنے دشمن پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔"

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تمہیں فتح ہو گی۔"

پتھر کا پتلا سمجھ گیا تھا کہ یہی شخص یہاں کا سردار چوہا ہے اور یقیناً ناگ کو اسی نے کسی خفیہ جگہ رکھا ہوا ہے۔ فتح کی خوشخبری کا سن کر سردار چوہا خوشی سے جھوم گیا۔ پتھر کے پتلے نے کہا۔

"میں سمندر کی سلطنت کو چھوڑ کر تمہیں یہی خوشخبری سنانے آئی تھی۔ سمندری دیوتا نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں یہ خبر تمہیں جا کر سنا دوں۔"

سردار چوہا تو پھولا نہیں سما رہا تھا۔ اس نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدس سمندری شہزادی! میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

پتھر کا پتلا بھی اسی جملے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"میں نے تمہاری لیبارٹری کی بہت تعریف سنی ہے۔ سمندر میں تمام شہزادیاں اور شہزادے تمہاری لیبارٹری کی تعریف کرتے ہیں، کیا تم مجھے اپنی لیبارٹری کی سیر نہیں کراؤ گے؟"

سردار نے اپنا بڑے چوہے والا سر جھکا کر کہا۔

"کیوں نہیں شہزادی! میرے ساتھ تشریف لائیے بلکہ ہم بہت جلد ایک زمینی سیارے کے انسان کے دماغ کا اپریشن کرنے والے ہیں۔ کیا آپ یہ آپریشن دیکھنا پسند کریں گی؟"

پتھر کا پتلا تو اندر سے کانپ کر رہ گیا۔ کم بخت یہ تو ناگ کا اپریشن کرنے والے ہیں۔ اچھا ہوا۔ میں بڑے وقت پر پہنچ گیا۔ اوپر سے مسکراتے ہوئے پتھر کے پتلے نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میں تمہارے ساتھ چل کر یہ اپریشن ضرور دیکھوں گی۔"

سردار سمندری شہزادی یعنی پتھر کے پتلے کو ساتھ لے کر لیبارٹری کے آپریشن روم میں آ گیا۔ پتھر کے پتلے نے دیکھا کہ ناگ کو آپریشن ٹیبل پر لٹا رکھا تھا۔ وہ ٹیبل سے ساتھ بندھا ہوا تھا اور دو چوہا انسان ڈاکٹر اس کو انجکشن دے رہے تھے۔ پتھر کے پتلے نے پوچھا۔

"کیا یہ انسانی مخلوق ہے؟"

سردار چوہا بڑے ادب سے بولا۔

"ہاں سمندری شہزادی! ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ ہمارے ہاتھ آ گیا۔"

"کیا بے ہوشی میں ہی اس کا اپریشن کیا جائے گا؟"

سمندری شہزادی نے پوچھا۔ کیونکہ پتلے کو یہ فکر تھی کہ اگر ناگ ہوش میں نہ آیا تو وہ کچھ نہیں کر سکے گا۔ سردار چوہا بولا۔

"نہیں سمندری شہزادی! آپریشن اسے ہوش میں لانے کے بعد ہی کیا جائے گا۔ ڈاکٹر اسے ہوش میں آنے کا انجکشن دے رہے ہیں۔ مگر ہوش میں آنے کے ساتھ ہی اس کی کھوپڑی کو دوسرا انجکشن لگا کر سن کر دیا جائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کا پتلا چوکس ہوگیا۔ وہ آپریشن ٹیبل کے قریب آگیا اور بولا۔

"میں یہ آپریشن قریب سے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"تشریف لائیے سمندری شہزادی"، سردار چوہا پرے ہٹ گیا۔

اب معاملہ بڑا نازک ہوگیا تھا۔ ناگ کے ہوش میں آتے ہی ان لوگوں نے ناگ کے سر میں دوسرا انجکشن لگانا تھا۔ پتھر کا پتلا یعنی سمندری شہزادی ناگ کے سرہانے آکر رُک گئی۔ جونہی ڈاکٹر نے انجکشن لگا کر ناگ کو ہوش دلایا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ سمندری شہزادی دوسرے ڈاکٹر کے ہاتھ کی طرف دیکھ رہی تھی جس نے دوسرے انجکشن کا سرنج پکڑ رکھا تھا۔ ناگ کے ہوش میں آتے ہی دوسرا ڈاکٹر ناگ کے سر میں انجکشن لگانے کے لیے جھکا تو سمندری شہزادی یعنی پتھر کے پتلے نے اپنا آپ اُس پر یوں گرا دیا کہ ایسا لگے کہ اس کا پاؤں پھسل گیا ہے۔ سرنج ڈاکٹر کے ہاتھ سے چھوٹ کر

فرش پہ گرتے ہی ٹوٹ گیا۔

سردار چوہے نے غضب ناک ہو کر سمندری شہزادی کی طرف دیکھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر دیوار میں دفن ہو گیا

•

سمندری شہزادی نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے۔ میرا پاؤں کھڑے کھڑے سو گیا تھا"

سردار چوہے نے گرج کر کہا۔

"سمندری شہزادی! تم مجھے کوئی جھوٹی عورت لگتی ہو۔ تم کو ضرور ہمارے دشمن نے یہاں بھیجا ہے"

باقی چوہا انسانوں نے بھی سمندری شہزادی کو گھیر لیا۔ سردار چوہے نے چلا کر حکم دیا۔

"اس سمندری شہزادی کو گرفتار کر لیا جائے"

اسی وقت چار سپاہی آگے بڑھے اور انہوں نے سمندری شہزادی کو گرفتار کیا اور کال کوٹھری میں لے جا کر بند کر دیا۔

ناگ کو ہوش آ چکا تھا۔ اس نے سمندری شہزادی کو بھی دیکھا تھا کہ وہ ڈاکٹر پہ گری اور انجکشن والا سرنج ٹوٹ گیا تھا۔ ڈاکٹر دوسرے سرنج میں دوائی ڈال رہا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ وہ آپریشن ٹیبل پہ پڑا ہے اور اس کا جسم بندھا ہوا ہے۔

سردار چوہا اس پہ جھک کر بولا۔

"یہ تمہاری زندگی کا آخری وقت ہے۔ اگر تم خدا کو مانتے ہو تو اس کو یاد کر لو"

ناگ مسکرایا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ سانس لے سکتا ہے۔ ناگ نے آہستہ سے سانس اوپر کھینچا اور اس کے ساتھ ہی چھوٹا سا پرندہ بن کر آپریشن ٹیبل سے اُڑا اور ادھ کھلے دروازے میں سے باہر نکل گیا۔

سردار چوہا، ڈاکٹر اور دوسرے انسان چوہے یہ منظر دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ ایک زندہ گوشت پوست کا آدمی چڑیا بن کر اُڑ جائے۔

جب ذرا ہوش آیا تو سردار چوہے نے چیخ مار کر کہا۔

"اس انسان کو پکڑو۔ لیبارٹری سے نکلنے نہ پائے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب انسانی چوہے ناگ کے پیچھے بھاگے۔ لیبارٹری میں خطرے کا الارم بجا دیا گیا۔ لیبارٹری کا بڑا دروازہ بند کر دیا گیا۔

ناگ چھوٹی چڑیا کے روپ میں لیبارٹری کے کمروں میں اُڑتا پھر رہا تھا۔ جب اس نے اِدھر اُدھر سے انسان چوہوں کو دوڑتے بھاگتے دیکھا تو فوراً باریک سانپ بن کر چھت کے ساتھ لگ گیا۔ راہ داریوں میں انسان چوہے لیزر گنیں لیے اس کی تلاش میں بھاگتے پھر رہے تھے۔ راہ داری خالی ہوئی تو ناگ رینگتا رینگتا لیبارٹری میں لگی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھا۔ یہ لفٹ اوپر لیبارٹری کے بڑے دروازے کو جاتی تھی۔ مگر لفٹ کے سامنے دو سپاہی گنیں لیے کھڑے تھے۔ سب سے خطرناک بات یہ تھی کہ یہاں اتنی روشنی تھی کہ فرش پر پڑا ہوا تنکا بھی نظر آ رہا تھا۔ اس روشنی میں ناگ رینگتا ہوا صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

ناگ نے اپنا رُخ پھیر لیا۔ وہ راہ داری کے دوسرے کونے میں چلا گیا۔ وہاں تھوڑا اندھیرا تھا۔ راہ داری آگے بند تھی۔ ناگ چھت کے ساتھ لگا رینگ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ یہاں ایک کمرہ ہے جس کے باہر تالا لگا ہے۔

ہک نیچے آ گیا۔ بند کمرے کی درز میں سے ہلکی ہلکی روشنی باہر آ رہی تھی۔ ناگ نے درز میں اپنا سر ڈال کر اندر دیکھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ جو شہزادی اس کے آپریشن ٹیبل کے پاس کھڑی تھی اور جس نے ڈاکٹر کے اوپر اپنے آپ کو گرا کر انجکشن کا سرنج توڑ ڈالا تھا وہ اندر دیوار کے ساتھ لگی اداس بیٹھی ہے۔ ناگ سمجھ گیا تھا کہ یہ شہزادی قسم کی لڑکی ضرور اس کی ہمدرد ہے۔ ورنہ وہ اس انجکشن کو کیوں توڑتی جس کے لگنے سے ناگ کی کھوپڑی سُن ہو جانے والی تھی۔

ناگ درز میں سے گزر کر کوٹھڑی کے اندر چلا گیا۔ پتھر کا پتلا سمندر شہزادی کے روپ میں اداس بیٹھا تھا۔ وہ اس لیے بھی پریشان تھا کہ سورج غروب ہوتے ہی وہ پھر سے پتھر کا پتلا بن جائے گا اور پھر اسے وہاں سے کوئی باہر نہیں نکال سکے گا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ سمندری شہزادی کی شکل میں ہی وہاں سے فرار ہو جائے۔ لیکن وہاں سے فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

اچانک سمندری شہزادی کی نظر ایک باریک سانپ پر پڑی۔ جو اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ناگ نے قریب آتے ہی انسانی شکل اختیار کر لی۔ سمندری شہزادی نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو انسانی روپ میں دیکھتے ہی بے تابی سے کہا۔

"ناگ میں سمندری شہزادی نہیں بلکہ تمہارا دوست پتھر کا پتلا ہوں اور سمندر میں گرنے کے بعد سمندری چٹان کی مدد سے شہزادی کا بھیس بدل کر تمہاری مدد کو یہاں آیا اور جب ڈاکٹر تمہیں دوسرا انجکشن لگانے لگا تو ...."

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"آگے میں سب جانتا ہوں دوست! تمہارا شکریہ اگر عین وقت پر تم میری مدد نہ کرتے تو میں مارا گیا تھا۔ اچھا اب یہاں سے نکلنے کی فکر کرنی چاہیئے۔"

پتھر کا پتلا بولا۔

"ناگ! میں تو باہر سورج غروب ہوتے ہی سمندری شہزادی سے پتھر کا پتلا بن جاؤں گا۔"

ناگ نے کہا۔

"تم فکر کیوں کرتے ہو۔ میں تمہیں اپنی جیب میں چھپا لوں گا۔ مگر دوست! لیبارٹری کے سارے دروازے بند ہیں۔ لعنت کے آگے بھی دو سپاہی جو ہے گنیں لے کر پہرہ دے رہے ہیں۔ اور سارے لوگ میری تلاش میں ہیں۔"

پتھر کا پتلا کچھ کہنے ہی والا تھا کہ باہر سورج غروب ہو گیا اور سمندری شہزادی غائب ہو گئی اور اس کی جگہ پتھر کا پتلا فرش پر پڑا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"تم نے جو کہا تھا سچ نکلا ـــــ گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں اپنے سے الگ نہیں کروں گا۔"

پتھر کے پتلے نے کہا۔

"کوئی آ رہا ہے۔ مجھے فرش پر کسی کے قدموں کی لہروں کی آواز محسوس ہو رہی ہے۔"

ناگ بولا۔

"میں تمہیں لے کر سانپ بن کر چھت کے ساتھ لگ جاتا ہوں۔"

پتلا بولا۔

"مگر میں چھوٹا کیسے ہوں گا؟"

ناگ نے کہا۔

"جب میں چھوٹا ہوں گا تو تم بھی اپنے آپ میرے ساتھ بالکل ننھے سے ہو جاؤ گے۔"

قدموں کی بھاری بھرکم آواز دروازے کی طرف آ رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ ناگ نے کہا۔

"ہوشیار ہو جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے پتھر کے پتلے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور سانس اوپر کھینچ کر باریک سانپ بن کر تیزی سے رینگتا ہوا چھت پر جاکر چھپ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا۔ دو انسانی چوہے گنیں ہاتھ میں لیے اندر داخل ہوئے۔ یہ دیکھ کر کہ کمرہ خالی ہے اور سمندری شہزادی فرار ہو گئی ہے وہ بوکھلا گئے اور گھبرا کر باہر کو بھاگے۔ جاتے ہوئے وہ دروازہ باہر سے بند کرنا بھی بھول گئے۔

ناگ کے حق میں یہ اچھی بات ہوئی تھی۔ وہ جلدی سے چھت پر سے رینگتا ہوا اترا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس نے دونوں انسانی چوہوں کو لفٹ کی طرف دوڑتے دیکھا۔ ناگ بھی رینگتا ہوا لفٹ کے سامنے والی دیوار پر آ گیا۔ انسانی چوہے لفٹ میں داخل ہوئے لفٹ بند ہو گئی اور اوپر نمبر چمکنے لگے۔ لفٹ اوپر چار نمبر پر جا کر رک گئی۔ ناگ یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ ناگ رینگتا ہوا لفٹ کے دروازے پر آیا اور اس نے اپنے سر سے بٹن دبا دیا۔ لفٹ نیچے آنے لگی۔

لفٹ کا دروازہ کھل گیا۔ لفٹ خالی تھی۔ ناگ اس کے اندر چلا گیا اور اپنے سر کے دباؤ سے چار کے نمبر والے بٹن کو دبا دیا۔ لفٹ اوپر چڑھنا شروع ہو گئی۔

لفٹ لیبارٹری کی پہلی منزل میں آ کر رک گئی۔ ناگ لفٹ کی چھت کے ساتھ لگ گیا۔ لفٹ کا دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ ناگ نے گردن جھکا کر دیکھا۔ باہر کوئی نہیں تھا۔ ناگ لفٹ سے باہر آ گیا۔ وہ تیزی سے دیوار پر چڑھ گیا کیونکہ ایک طرف سے کچھ آدمی بھاگے آ رہے تھے۔ یہ آدمی لفٹ میں سوار ہو کر نیچے چلے گئے۔ ناگ لیبارٹری کے بڑے دروازے کی طرف بڑھا۔

یہ ایک لمبا راستہ تھا جہاں روشنی ہو رہی تھی۔ ناگ چھت پر رینگتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے دور سے دیکھا کہ لیبارٹری کا بڑا دروازہ بند ہے اور اس کے پاس ہی دو انسانی چوہے سپاہی پہرہ دے رہے ہیں۔ ناگ چھت کے ساتھ رینگتا دروازے کے اوپر پہنچ گیا۔ پھر وہ کونے میں رینگتا نیچے اسی جگہ آ گیا جہاں ایک انسانی چوہا پہرے دار چاق و چوبند گردن اکڑائے ہاتھ میں لیزر گن لیے کھڑا تھا۔ دوسرا پہرے دار اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سامنے ایک طرف کھڑا تھا۔

ناگ نے بڑی احتیاط سے پیچھے سے گردن اوپر کر کے انسانی چوہے کے سر پر ڈس دیا۔ ڈستے ہی انسانی چوہے نے ایک چکر کھایا اور دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ اس کم بخت پر سانپ کے زہر کا بہت جلدی اثر ہو گیا تھا۔

دوسرا پہرے دار لپک کر اس کی طرف آیا۔ وہ اسے اٹھانے کو جھکا ہی تھا کہ ناگ نے اس کے سر پہ بھی ڈس دیا۔ وہ بھی چکرا کر اس کے اوپر ہی گر پڑا۔ ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کی اور دروازہ کھولنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے زہر کی وجہ سے دونوں انسانی چوہے پگھلنا شروع ہو گئے تھے۔ ناگ نے دروازہ کھول کر خاموشی سے باہر قدم رکھا۔

باہر رات چھائی ہوئی تھی۔ صرف لیبارٹری کے دروازے کے آگے روشنی تھی۔ ناگ دو تین چھلانگیں لگا کر دروازے سے بھاگ کر پہاڑی ڈھلان پر آ گیا۔ اچانک ایک طرف سے لیزر گن کا فائر ہوا۔ دھماکے سے پتھر اڑ گئے۔ ناگ نے سانس بھرا، عقاب کی شکل اختیار کی اور غوطہ لگا کر اوپر کو اٹھ گیا۔

پتھر کا پتلا اس کے سینے سے لگا ہوا تھا۔ ناگ نے نیچے گردن گھما کر دیکھا۔ پیچھے چار چوہا نما انسان اوپر تک رہے تھے۔ انہوں نے باری باری فائرنگ شروع کر دی۔ مگر لیزر شعاعیں ناگ سے دور پڑ رہی تھیں۔ ناگ بڑی برق رفتاری کے ساتھ آسمان کی بلندیوں پر پہنچ گیا۔ اس کا رخ اس سیارے کے آسمان کے اوپر لٹکے ہوئے مصنوعی چاند کی طرف تھا۔ یہ وہی چاند تھا جس میں بیٹھ کر ناگ اور پتھر کا پتلا اس سیارے پر آئے تھے۔

ناگ کو اپنی جان بچانے کے لیے دوسرا کوئی راستہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ وہ مصنوعی چاند کی طرف اڑتا جا رہا تھا۔ پتھر کا پتلا اس کے سینے سے لگا تھا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"مصنوعی سیارے پر لیزر بم لادے جا چکے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"ہمارے لیے یہی ایک راستہ باقی رہ گیا ہے کہ جیسے بھی ہو سکے اس مصنوعی چاند کو یہاں سے لے کر فرار ہو جائیں۔ ورنہ یہ چوہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

مصنوعی سیارے کے قریب پہنچ کر ناگ نے دیکھا کہ نیچے سیارے کی زمین سے ایک راکٹ اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ پتھر کے پتلے نے کہا۔

"انسانی چوہے ہمارے پیچھے آ رہے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"دیکھا جائے گا۔"

ناگ عقاب کی شکل میں مصنوعی چاند کے سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے ایک جائزہ لیا۔ وہاں کوئی انسانی چوہا نہیں تھا۔ ناگ جلدی سے انسان کی شکل میں واپس آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ مصنوعی چاند کی دیوار کے ساتھ جگہ جگہ لیزر بم سے بھرے ہوئے سلنڈر پڑے تھے۔ پتھر کے پتلے نے کہا۔

"ناگ! یہ سارے اتنے طاقتور بم ہیں کہ یہ دشمن سیارے کی زمین پر گر کر پرخچے اڑا سکتے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"ہم انہیں ان لوگوں کے سیارے پر ہی

گرا دیں گے۔"

پتلا کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ان لوگوں کو ناحق نہیں مارنا چاہیے۔ اگر ہمیں جان کا خطرہ ہوا تو ایسا کرتے میں حق بجانب ہوں گے۔"

ناگ اپنے دل میں شرمندہ ہوا کہ اس نے ایسی نامناسب بات کیوں سوچی تھی۔ کیونکہ اس نے آج تک کسی بے گناہ کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اس کے ہاتھ سے صرف وہی لوگ مرے تھے جو اس کے راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے تھے اور جن کی وجہ سے ناگ ہلاک ہو سکتا تھا۔ ناگ نے پتھر کے پتلے کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اسے برائی کے راستے پر جانے سے روک دیا ہے۔

ناگ نے مصنوعی چاند کے سوراخ میں سے باہر دیکھ کر کہا۔

"لیکن ہمارے دشمنوں کا راکٹ ہماری طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ یہ لوگ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

پتلا کہنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ان پر تم حملہ کر سکتے ہو۔ کیونکہ وہ خود تم حملہ کرنے چلے آ رہے ہیں"
ناگ نے پلٹ کر پتلے سے پوچھا۔

"لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس تو کوئی لیزر گن بھی ہے"
پتلے نے مسکرا کر کہا۔

"ہمارے پاس لیزر گن نہیں مگر لیزر شعاعوں سے بھرا ہوا پورا سلنڈر بم پڑا ہے۔ اسے سوراخ میں سے اپنی طرف آنے والے راکٹ پر گرا دو"

انسانی چوہوں کا راکٹ بڑی تیزی سے مصنوعی چاند کی طرف آ رہا تھا۔ اب اس راکٹ میں سے مصنوعی چاند پر فائرنگ بھی شروع ہو گئی تھی۔ لیزر شعاعیں دھماکوں کی آواز کے ساتھ مصنوعی چاند کی سطح سے ٹکرا کر اس میں گڑھے ڈال رہی تھیں۔
پتلے نے کہا۔

"ناگ اس سے پہلے کہ یہ مصنوعی چاند بھی ساتھ لے کر دھماکے سے اُڑ جائے لیزر بم سلنڈر نیچے گرا دو۔ مگر اس طرح گرانا کہ

سلنڈر بم عین راکٹ کے اوپر جا کر گرے"

ناگ نے دیوار کے ساتھ لگا ایک سلنڈر بم اٹھایا اور سوراخ میں سے اسے باہر نکال کر نیچے دیکھنے لگا۔ راکٹ چونکہ کافی اوپر آ گیا تھا اس لیے اس کی جسامت بڑھ گئی تھی۔ نشانہ بڑا صحیح اور سامنے تھا۔ ناگ نے سلنڈر بم نیچے گرا دیا۔ سلنڈر بم تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا۔ راکٹ تیزی سے اوپر آ رہا تھا۔ پھر دونوں ایک بھیانک دھماکے کے ساتھ ٹکرا گئے۔ اس ہولناک دھماکے کے ساتھ ہی مصنوعی چاند کو ایک زبردست دھکا لگا اور وہ لیزر بموں کے پھٹنے سے پیدا ہونے والے خلاء کی وجہ سے گیند کی طرح فضا میں اوپر کو اُچھلا اور اتنی تیزی سے خلا میں اوپر کی طرف چلا گیا کہ وہ انسانی چوہوں کے سیارے کے مدار سے بھی باہر نکل گیا۔

مدار سے باہر نکلتے ہی وہ خلا میں آ گیا۔

خلا میں آنے سے وہ ایک طرف کو بھاگنے لگا۔

کیونکہ اگر کسی شے کو زور سے دھکا لگا کر خلا میں دھکیل دیا جائے تو پھر خلا میں وہ پرواز کرنا شروع

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دیتی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کی رفتار بڑھتی چلی جاتی ہے۔ مصنوعی چاند کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ پتلا فرش پر پڑا تھا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"ایک مصیبت سے نکلے ہیں تو یہ ایک نئی مصیبت سامنے آگئی ہے۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ یہ مصنوعی چاند اب ہمیں کہاں لے جائے گا۔"

ناگ نے پتھر کے پتلے کو فرش پر سے اُٹھا کر چبوترے پر اپنے پاس رکھ دیا اور پوچھا کہ کیا کسی طریقے سے مصنوعی چاند کو اپنی زمین کی طرف واپس نہیں پھیرا جا سکتا۔ پتھر کا پتلا کہنے لگا۔

"یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ اب تو یہ مصنوعی چاند ہمیں جہاں لے جائے گا۔ ہمیں وہیں جانا پڑے گا۔"

ناگ نے دیوار کے ساتھ لگے دوسرے سلنڈر بموں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ان مہلک بموں سے نجات حاصل کر لینی چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ کسی منطقے کی گرمی کی وجہ سے پھٹ گئے تو سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔"

پتلا کہنے لگا۔

"تو انہیں خلا میں گرا دو۔ خلا میں یہ پھٹیں گے نہیں سفر کرتے رہیں گے۔"

ناگ ایک ایک کر کے بموں کے سلنڈر خلا میں پھینکنے لگا۔ اس نے سارے سلنڈر بم خلا میں پھینک دیئے۔ اب ان کا مصنوعی چاند دھماکے سے پھٹ جانے سے محفوظ ہو گیا تھا۔ مگر اِن کا یہ مصنوعی چاند خلا میں کس کہکشاں کی طرف جا رہا تھا؟ یہ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا۔

ہمارا خیال ہے کہ اب ہمیں عنبر کی خبر لینی چاہیئے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ بھی ایک راکٹ میں سوار خلا میں گردش کر رہے ہیں۔ ناگ بھی پتھر کے پتلے کے ساتھ اسی خلا، میں مصنوعی چاند میں بیٹھا گھوم رہا ہے۔ جبکہ عنبر ہماری اپنی دنیا کے ۱۹۰۴ء کے زمانے میں میکسیکو کے باغی لیڈر ڈومیکو کے غار میں اِن کے ساتھ رہ رہا ہے۔ ڈومیکو کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھی لڑکی سانگی بھی ان کے ساتھ ہی ہے اور وہ لوگ میکسیکو کے محل اور چھاؤنی پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ اب ہم وہیں سے اپنی کہانی شروع کرتے ہیں۔

باغی ڈومیکو اور سانگی اب عنبر سے ہر مشورہ کر لیتے تھے۔ کیونکہ وہ ان کا وفادار تھا اور اس نے باغی ڈومیکو کو موت سے نکالا تھا۔ یہ لوگ اپنے لئے خفیہ ٹھکانے یعنی گمنام پہاڑیوں کے ایک غار میں موم بتی جلائے بیٹھے تھے۔ شاہی محل اور چھاؤنی کا نقشہ ان کے سامنے تھا اور وہ غور کر رہے تھے کہ انہیں کس طرف سے حملہ کرنا چاہیئے۔

آخر یہ طے ہوا کہ رات کے پچھلے پہر باغی ڈومیکو اپنے آدمیوں کو لے کر شاہی محل کے عقب کی طرف سے اندر داخل ہوگا اور سانگی اور عنبر چھاؤنی میں جو گولہ بارود کا ذخیرہ ہے اسے اڑانے کی کوشش کریں گے۔ جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تو باغی لیڈر ڈومیکو اپنے آدمیوں کو لے کر بندوقیں کاندھوں پر ڈالے گھوڑوں پر سوار ہو کر شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے۔ دوسری طرف عنبر اور سانگی بھی بندوقیں سنبھالے گھوڑوں پر

ر چھاؤنی کی طرف چل پڑے۔

باغی ڈومینکو رات کے اندھیرے میں شاہی محل کی
لی دیوار پر کمند ڈال کر چڑھ گیا۔ اس کے آدمی بھی
ں کے پیچھے پیچھے تھے۔ محل کی چھت پر جو پہریدار
ے تھے ان کو انہوں نے قابو کر کے وہیں ڈال دیا۔
ی ڈومینکو آگے آگے تھا۔ اسے محل کے اندر جانے
یک خفیہ راستہ معلوم تھا۔ مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا۔
اس کے فرار ہونے کے بعد اس خفیہ راستے میں بادشاہ
ے حکم پر ایک ایسا گڑھا کھودا جا چکا ہے جو اوپر
ے نظر نہیں آتا اور اس کے اوپر گھاس پھوس ڈال
گئی ہے۔

چنانچہ باغی ڈومینکو جب ایک برج کا زینہ اتر کر
سرنگ میں داخل ہوا تو وہ گھاس پھوس کے جال
پہچان نہ سکا۔ جونہی اس نے اس پر قدم رکھا وہ دھڑام
ے ایک اندھے گڑھے میں گر گیا۔ اس کے ساتھیوں
جب اپنے لیڈر کو گہرے گڑھے میں گرتے دیکھا تو
ے چھوڑ کر اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ اس گڑھے کے
ر ایک خفیہ تار لگا تھا۔ اس تار کو شاہی محل میں بادشاہ
خواب گاہ میں ایک گھنٹی کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جونہی باغی ڈومیکو اس تار پر گرا بادشاہ کی خواب گاہ میں گھنٹی بج اُٹھی۔

بادشاہ نے خطرے کا الارم بجا دیا۔ اسی وقت چاک و چوبند فوج کا ایک مسلح دستہ سرنگ کی طرف دوڑا۔ انہوں نے روشنی ڈال کر نیچے گڑھے میں دیکھا۔ کوئی پچاس فٹ گہرے گڑھے میں باغی ڈومیکو زخمی حالت میں پڑا تھا۔ فوجیوں کو نیچے اتار کر ڈومیکو کو فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اور بادشاہ کے حکم سے اِسے زنجیروں میں جکڑ کر کال کوٹھری میں ڈال دیا گیا۔

یہ سب کچھ آدھے گھنٹے کے اندر اندر ہو گیا۔

اس وقت عنبر اور سانگی دونوں اکیلے چھاؤنی کی دیوار پر چڑھ کر کود چکے تھے اور اب وہ درختوں کے پیچھے سے ہوتے ہوئے کمانڈوز کی طرح زمین پر رینگ کر اس گودام کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں گولہ بارود جمع تھا۔ بندوقیں دونوں کی پیٹھ سے لگی تھیں۔ انہیں کوئی خبر نہیں تھی کہ ان کا لیڈر ڈومیکو پکڑا جا چکا ہے۔

عنبر نے اندھیرے میں دیکھا کہ گولہ بارود کے گودام کے باہر دو فوجی چل پھر کر پہرہ دے رہے ہیں۔ اس نے سرگوشی میں سانگی سے کہا۔

"میں ایک فوجی کو قابو کرتا ہوں۔ جب سیٹی بجاؤں تو تم دوڑ کر گودام کے دروازے پر پہنچ جانا۔"

یہ کہہ کر عنبر دوسری طرف سے ہو کر رینگتے ہوئے گودام کے دروازے کی جانب بڑھا۔ ارد گرد اندھیرا تھا مگر گودام کے آگے ایک گیس جل رہا تھا جس کی روشنی میں اسے دونوں پہرے دار صاف نظر آ رہے تھے۔ عنبر نے دیکھا کہ پہرے دار دروازے سے تھوڑی دُور تک جاتے ہیں اور پھر واپس آ جاتے ہیں۔ عنبر اس جگہ چھپ کر بیٹھ گیا جہاں ایک پہرے دار پہنچ کر واپس ہوتا تھا۔

عنبر اندھیرے میں گھات لگائے بیٹھا تھا۔ جونہی پہریدار فوجی اس کے قریب آ کر واپس پلٹا عنبر چیتے کی طرح گھات سے نکل کر اُچھلا اور فوجی کی گردن کو دبوچ کر نیچے گرا لیا۔

فوجی کے زمین پر گرنے کی آواز سن کر دوسرا فوجی چوکنا ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھی کو آواز دی۔ جب کوئی جواب نہ آیا تو بندوق تان کر اندھیرے کی جانب بڑھا۔ عنبر وہاں سے ہٹ کر دوسری طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلا گیا تھا۔ جونہی دوسرے فوجی نے اپنے ساتھی کو زمین پر پڑے دیکھا اور اس پر جھکا عنبر نے اس پر بھی چھلانگ لگا دی۔ دونوں پہرے داروں کو ہمیشہ کی نیند سُلا کر عنبر نے سیٹی بجائی۔ سانگی درختوں میں سے نکل کر اس کی طرف دوڑی۔

عنبر گودام کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

یہ بہت بڑا گودام تھا۔ اس کے اندر ایک چھوٹا گیس روشن تھا۔ انہیں اندر جا کر سخت مایوسی ہوئی۔ کیونکہ یہ اسلحے اور گولہ بارود کا گودام نہیں تھا بلکہ اس کے اندر رسے کے بڑے بڑے گچھے، گھوڑوں کے زین، کاٹھیاں لکڑی کے تختے، فوجی چارپائیاں اور لوہے کے خاردار تاروں کے گچھے بھرے ہوئے تھے۔ سانگی مایوسی سے سر ہلا کر بولی۔

" مائی گڈنس! یہاں تو گولہ بارود کہیں نہیں"

عنبر کہنے لگا۔

" نقشے میں تو یہاں گولہ بارود کا گودام دکھایا گیا تھا۔"

سانگی بولی۔

" ہم سے دھوکہ ہوا ہے۔ جلدی یہاں سے

واپس نکلو۔"

وہ گودام سے نکل کر چھاؤنی کی دیوار کی طرف دوڑے ہی تھے کہ ان پر گولیاں برسنے لگیں۔

" سانگی لیٹ جاؤ۔" عنبر نے چیخ کر کہا۔

دو گولیاں عنبر کے سر سے ٹکرا چکی تھیں۔ اسے ڈر تھا کہ سانگی ماری جائے گی۔ وہ سانگی کے ساتھ ہی زمین پر لیٹ گیا۔ سانگی نے بندوق سے فائرنگ شروع کر دی۔ عنبر نے اندازہ لگایا کہ وہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اسے معلوم تھا کہ وہ تو ہلاک نہیں ہو سکے گا مگر سانگی زندہ نہیں بچ سکے گی۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہتھیار ڈال دیئے جائیں۔ اگر وہ فوجیوں سے مقابلہ کر کے ان پر حاوی ہو بھی گیا تب بھی سانگی کو گولی ضرور لگ جائے گی۔ اس نے بندوق پھینک کر سانگی سے کہا۔

" سانگی! تم بھی بندوق پھینک دو۔"

سانگی نے چلا کر کہا۔

" تم بزدل ہو۔ میں ہتھیار نہیں پھینکوں گی میں لڑتے لڑتے مروں گی۔"

لیکن عنبر اسے بچانا چاہتا تھا۔ وہ ایک معصوم لڑکی کو ہلاک ہوتے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے سانگی کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاتھ سے بندوق چھین کر پرے پھینک دی اور بلند آواز میں کہا۔

"ہم اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کرتے ہیں۔"

سانگی نے عنبر کی گردن پر زور سے مکّا مارا اور غصیلی آواز میں کہا۔

"تم بزدل ہو۔ تم نے غداری کی ہے۔ تم سرکاری فوجیوں کے ساتھ مل گئے ہو۔"

سانگی نے محسوس کیا کہ اس نے کسی پتھر پر مکّا مارا ہو۔ اس کا ہاتھ درد کرنے لگا۔ اتنے میں پندرہ سولہ فوجی دوڑ کر ان کے پاس آ گئے اور انہیں گھیرے میں لے لیا۔

کمانڈر نے حکم دیا۔

"ان کو گرفتار کر کے لے چلو۔"

سانگی سخت غضب ناک ہو رہی تھی۔ وہ عنبر کو بُرا بھلا کہہ رہی تھی کہ اس نے غداری کی ہے

"عنبر اگر میں بچ گئی تو تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تم غدار ہو۔ دشمن کے جاسوس ہو۔"

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"بر وقت آنے پر تمہیں معلوم ہوگا کہ میں نے ہتھیار کیوں ڈالے تھے۔"

فوجیوں نے اسی وقت دونوں کو رسیوں میں جکڑا اور قید خانے کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔

سرکاری فوجوں کی یہ سب سے بڑی فتح تھی۔ ایک ہی رات میں انہوں نے باغی گروپ کے تینوں سربراہوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ بادشاہ بہت خوش تھا کہ اس کے دشمن اس کے قبضے میں آ گئے ہیں۔ وہ ان تینوں کو سخت اذیّت دے کر ہلاک کرنا چاہتا تھا۔

بہت جلد عنبر اور سانگی کو بھی پتہ چل گیا کہ ان کا لیڈر ڈومینکو بھی گرفتار ہو چکا ہے۔

عنبر، سانگی اور ڈومینکو کو الگ الگ قید خانوں میں بند کیا گیا تھا۔ ڈومینکو گڑھے میں گرنے سے زخمی ہو گیا تھا اور اس کا بازو سخت درد کر رہا تھا۔ جب ایک پہرے دار نے اسے طنز کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے دو ساتھی اور بھی پکڑے گئے ہیں جن میں ایک لڑکی ہے تو ڈومینکو کو سخت مایوسی ہوئی۔ اُسے یقین ہو گیا کہ اب اُسے موت کے منہ میں جانے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اگلے روز دن چڑھا تو بادشاہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے باغی ڈومینکو، عنبر اور سانگی کی موت کا حکم دے دیا۔ اس حکم میں یہ بھی لکھا گیا کہ ان تینوں کو پتھروں کی دیوار میں زندہ چن دیا جائے۔

یہ بڑی ہولناک موت تھی۔

فوج کا ایک دستہ باغی ڈومینکو، عنبر اور باغی لڑکی سانگی کو زنجیروں میں جکڑ کر چھاؤنی سے دور پہاڑیوں میں لے کر آ گیا۔ یہاں ایک جگہ پہلے ہی سے پتھروں کی چوکور اینٹیں اور گارا تیار تھا۔ آٹھ راج مزدور دیواریں کھڑی کرنے کے لیے بالکل تیار تھے۔ زمین میں بنیادیں راتوں رات ہی بنا دی گئی تھیں۔

عنبر، سانگی اور ڈومینکو کو زنجیروں میں جکڑ کر الگ بنیادوں کے درمیان کھڑا کر دیا گیا۔ فوج کے سپاہی بندوقیں تان کر ارد گرد کھڑے ہو گئے تھے۔ راج مزدوروں نے جلدی جلدی ان تینوں کے گرد دیوار کھڑی کرنی شروع کر دی۔ سانگی نے چیخ کر کہا۔

"ڈومینکو! عنبر نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ اس نے میرے ہاتھ سے چھین کر ہتھیار پھینکے تھے۔ یہ دشمن کا جاسوس ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"سانگی! اگر میں دشمن کا جاسوس ہوتا تو مجھے بھی تمہارے ساتھ موت کی سزا نہ دی جاتی۔"

ڈومینکو خاموش تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا تھا۔ سانگی نے ایک بار پھر عنبر کو برا بھلا کہا تو ڈومینکو نے اسے ڈانٹ دیا اور بولا۔

"سانگی! ہمیں خاموشی سے مرنا چاہیے۔ ہم ایک اعلیٰ مقصد کے لیے جان دے رہے ہیں۔ مجھے بھی میرے ساتھی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مگر میں انہیں برا بھلا نہیں کہتا۔ یہ ہمارا آخری وقت ہے۔ ہمیں ایک دوسرے سے ہنس کر جدا ہونا چاہیے۔"

راج مزدور تیزی سے کام کر رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے انہوں نے ڈومینکو، سانگی اور عنبر کے گرد کاندھوں تک دیوار کھڑی کر دی۔ اب صرف ان کی گردنیں ہی دیوار سے باہر تھیں۔ اور پھر ان کی گردنیں بھی دیوار کے اندر چھپ گئیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غیبی شیشہ

باغی ڈومینکو کے سر کے اوپر آخری اینٹ لگائی گئی تو اس نے نعرہ لگایا۔

"آزاد میکسیکو زندہ باد!"

یہی نعرہ باغی لڑکی سانگی نے بھی لگایا اور سرکاری راج نے ان دونوں کے سروں کے اوپر اینٹیں لگا کر ان کو دیوار کے اندر بند کر دیا۔ عنبر کو وہ پہلے ہی دیوار کے اندر بند کر چکے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ اس دیوار کے اندر صرف اتنی ہی آکسیجن رہ گئی ہے کہ جس میں ڈومینکو اور سانگی پانچ منٹ تک زندہ رہ سکیں گے۔ اس کے بعد وہ بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر موت کی نیند سو جائیں گے۔ عنبر کو ان پانچ منٹوں کے دوران ہی سب کچھ کرنا تھا۔

عنبر نے پہلی بار اپنی پوری طاقت سے کام لینے کا فیصلہ کیا۔ وہ بڑی آسانی سے دیوار توڑ کر باہر نکل سکتا تھا۔ مگر اسے معلوم تھا کہ باہر کم از کم دو فوجی ضرور پہرہ دے رہے ہوں گے اور وہ ڈومینکو اور سانگی کو یہاں سے نکال کر نہیں لے جا سکے گا۔ اسے دیوار کے اندر رہ کر ہی کچھ کرنا تھا۔

عنبر نے اپنی پوری طاقت کو ایک جگہ جمع کیا اور جہاں دیوار کے اندر کھڑا تھا وہاں کھڑے کھڑے اپنے جسم کو زور سے گھمایا۔ وہ ایک برمے کی طرح اتنی تیزی سے گھومنے لگا کہ زمین کے اندر دھنستا چلا گیا۔ پھر اس نے ایک طرف سے زمین کے اندر ہی چھوٹی سی سرنگ بنا لی اور وہاں سے بیس پچیس قدموں کے فاصلے پر ایک چٹان کے پیچھے زمین میں سے باہر نکل آیا۔

اس کام میں دو منٹ ضائع ہو گئے تھے۔ اب اس کے پاس صرف تین منٹ باقی رہ گئے تھے۔ عنبر نے چٹان کی اوٹ سے ان تین قد آدم دیواروں کی طرف دیکھا جس کی دو دیواروں میں ڈومینکو اور سانگی بند تھے۔ ان دیواروں کے قریب ہی دو میکسیکی فوجی بندوقیں پاس رکھے بیٹھے پہرہ دے رہے تھے اور ہنس ہنس کر باتیں بھی کر رہے تھے۔

عنبر نے ایک پتھر زور سے دوسری طرف پھینکا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہی چونک کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ عنبر کا خیال تھا کہ وہ اِدھر جائیں گے۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ عنبر کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ اس نے سامنے آنے کا فیصلہ کیا اور چٹان سے نکل کر دونوں سپاہیوں کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

سپاہی عنبر کو دیکھ کر ہکے بکے ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ انھوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے عنبر کو دیوار میں دفن ہوتے دیکھا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"اِن دیواروں کو گرا دو؟"

سپاہیوں نے بندوقیں اٹھا لیں اور پوزیشن سنبھال کر کھڑے ہو گئے۔

عنبر جانتا تھا کہ ان سپاہیوں کی موجودگی میں اگر اس نے دیواریں توڑ کر ڈومیکو اور سانگ کو باہر نکالا تو یہ ان پر گولیاں چلا کر انہیں ہلاک کر ڈالیں گے۔ چنانچہ عنبر نے پہلے ان دونوں کو ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کیا۔ عنبر آگے بڑھا۔ ایک سپاہی نے فائر کر دیا۔ گولی عنبر کے سینے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ عنبر نے چھلانگ لگا کر دونوں سپاہیوں کو نیچے گرا دیا اور ان کے ہاتھوں سے بندوقیں چھین کر انہیں دوہرا کر

کے بیکار کر دیا۔

اب وہ تیزی سے دیواروں کی طرف بڑھا۔ اس نے دھکا دے کر ایک دیوار کے اوپر کی اینٹیں نیچے گرا دیں۔ پھر دوسری دیوار کی اینٹیں بھی نیچے گرا دیں۔ دیواروں کے اندر سے سانگ اور ڈومینکو کے سر نمودار ہوئے۔ وہ نیم بے ہوش تھے۔ تازہ ہوا میں سانس لیتے ہی دونوں نے اپنی اپنی آنکھیں کھول دیں اور دیکھا کہ عنبر دونوں سپاہیوں سے لڑ رہا تھا۔ بھلا سپاہی عنبر کا کہاں مقابلہ کر سکتے تھے۔

عنبر کا ہاتھی سے بھی زیادہ طاقتور ایک ایک مکّا کھا کر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ عنبر نے تیزی سے دیواروں کے پتھر گرائے اور سانگ اور ڈومینکو کو باہر نکال لیا۔ وہ دونوں زمین پر بیٹھ کر تازہ ہوا میں لمبے لمبے سانس لینے لگے۔ انہیں ابھی تک یہ راز معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ عنبر خود دیوار کے اندر سے کیسے باہر نکلا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ عنبر کی دیوار ویسے کی ویسے ہی کھڑی ہے۔ ڈومینکو نے اُٹھ کر کہا۔

"تم ـــ تم دیوار سے کیسے باہر نکلے؟"

عنبر نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"

سانگی احسان مند نظروں سے عنبر کو دیکھ رہی تھی۔ عنبر نے اسے کہا۔

"اب تو تمہیں یقین آگیا ہو گیا کہ میں سرکاری جاسوس نہیں ہوں۔ اس وقت اگر میں تم سے ہتھیار نہ ڈلواتا تو تم مر چکی ہوتیں۔ اب بھاگو یہاں سے۔"

ڈومیکو سانگی اور عنبر سامنے والی چٹانوں کی طرف دوڑے۔

ان چٹانوں کے پیچھے ڈھلان دور نیچے مکئی کے کھیتوں تک چلی گئی تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے ڈھلان سے اتر کر کھیتوں کے پیچھے چلے گئے۔ ڈومینکو نے کہا

"ہمارے پاس نہ گھوڑے ہیں نہ بندوقیں ہیں۔ ہم دوبارا پکڑے جا سکتے ہیں۔"

سانگی نے ایک طرف گاؤں طرف اشارہ کیا اور بولی۔

"ہمیں اس گاؤں سے گھوڑے مل سکتے ہیں۔"

ڈومیکو بولا۔

"ہو سکتا ہے وہاں سپاہی موجود ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"تم لوگ اسی جگہ ٹھہرو۔ میں گاؤں میں جا کر گھوڑے لانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

عنبر تیز تیز قدم اٹھاتا گاؤں کی طرف بڑھا۔ ڈومینکو اور سانگی اونچی فصل میں چھپ کر بیٹھ گئے
بر گاؤں کے باہر ہی تھا کہ اسے ایک بوڑھا میکسیکی
ڑے پر سوار اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ عنبر نے اسے
تھ کے اشارے سے روکا۔ بوڑھے نے گردن ایک
ف جھکا کر کہا۔

"تم میکسیکی نہیں لگتے ہو۔ تم کہاں سے آئے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"چچا! میں ملک مصر کا سیاح ہوں۔ میرے بوڑھے ماں باپ ——— میرے ساتھ ہیں۔ وہ بیمار ہیں۔ مجھے ان کے لیے دو گھوڑے چاہییں۔"

بوڑھا بولا۔

"میرے پاس صرف ایک ہی گدھا ہے اور یہ میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ خدا حافظ!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ وقت اِن باتوں کا نہیں ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"

سانگی احسان مند نظروں سے عنبر کو دیکھ رہی تھی۔ عنبر نے اِسے کہا۔

"اب تو تمہیں یقین آگیا ہو گیا کہ میں سرکاری جاسوس نہیں ہوں۔ اس وقت اگر میں تم سے ہتھیار نہ ڈلواتا تو تم مر چکی ہوتیں۔ اب بھاگو یہاں سے۔"

ڈومیکو سانگی اور عنبر سامنے والی چٹانوں کی طرف دوڑے۔

ان چٹانوں کے پیچھے ڈھلان دور نیچے مکئی کے کھیتوں تک چلی گئی تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے ڈھلان سے اتر کر کھیتوں کے پیچھے چلے گئے۔ ڈومیکو نے کہا

"ہمارے پاس نہ گھوڑے ہیں نہ بندوقیں ہیں۔ ہم دوبارا پکڑے جا سکتے ہیں۔"

سانگی نے ایک طرف گاؤں طرف اشارہ کیا اور بولی۔

"ہمیں اس گاؤں سے گھوڑے مل سکتے ہیں۔"

ڈومیکو بولا۔

"ہو سکتا ہے وہاں سپاہی موجود ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"تم لوگ اسی جگہ ٹھہرو۔ میں گاؤں میں جا کر گھوڑے لانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

عنبر تیز تیز قدم اُٹھاتا گاؤں کی طرف بڑھا۔ ڈومیکو اور سانگی اونچی فصل میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ عنبر گاؤں کے باہر ہی تھا کہ اسے ایک بوڑھا میکسیکی گدھے پر سوار اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ عنبر نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ بوڑھے نے گردن ایک طرف جھکا کر کہا۔

"تم میکسیکی نہیں لگتے ہو۔ تم کہاں سے آئے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"چچا! میں ملک مصر کا سیاح ہوں۔ میرے بوڑھے ماں باپ ________ میرے ساتھ ہیں۔ وہ بیمار ہیں۔ مجھے ان کے لیے دو گھوڑے چاہییں۔"

بوڑھا بولا۔

"میرے پاس صرف ایک ہی گدھا ہے اور یہ میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ خدا حافظ!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کہہ کر بوڑھا آگے بڑھ گیا۔

عنبر کو ایک مکان کی دیوار کے پیچھے دو گھوڑے گھاس چرتے دکھائی دیئے۔ وہ ان کے قریب گیا۔ اُدھر اُدھر دیکھا۔ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ عنبر نے گھوڑوں کی باگیں تھامیں اور انہیں آہستہ آہستہ چلاتا اپنے ساتھ لے کر مکئی کے کھیت میں آگیا۔ جہاں ڈومینگو اور سانگی اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ڈومینگو نے سانگی کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھایا۔ دوسرے گھوڑے پر عنبر بیٹھ گیا اور وہ گھوڑے دوڑاتے پہاڑیوں کی طرف چل دیئے مختلف پہاڑیوں کے چکر کاٹ کر وہ اپنے خفیہ ٹھکانے پر پہنچ گئے۔ غار میں آتے ہی ڈومینگو نے عنبر سے پوچھا

"عنبر! یہ تو بتاؤ کہ تم بند دیوار میں سے کیسے باہر نکلے؟"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے اندر سرنگ کھود رکھی تھی"

سانگی کہنے لگی۔

"دیوار میں تو صرف کھڑے ہونے کی جگہ تھی۔ تم نے جھک کر سرنگ کیسے کھود لی؟"

عنبر بولا۔

"یہ میرا راز ہے جو میں نہیں بتا سکتا"

ڈومینگو ہنس دیا۔ پھر اس نے کہا۔

"اب ہمیں یہاں سے بھی کوچ کر جانا چاہیئے۔ ہمارے فرار کا کچھ دیر بعد حکومت کو پتہ چل جائے گا اور ان کی فوج اس سارے علاقے کو گھیرے میں لے لے گی"

سانگی کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ملک کیوبا کے جزیرے کی طرف چلے جانا چاہیئے۔ تاکہ وہاں رہ کر ہم اپنی طاقت کو ایک بار پھر جمع کریں۔ ایک نیا گروہ بنائیں اور پھر تازہ دم ہو کر یہاں آئیں"

ڈومینگو کو سانگی کی یہ تجویز پسند آئی۔

"ٹھیک ہے ہم اس وقت کیوبا کی طرف نکل چلتے ہیں"

عنبر سوچ رہا تھا کہ وہ ان کے ساتھ جا کر کیا کرے گا۔ اسے تو ماریا ناگ اور کیٹی کی تلاش تھی۔ وہ تو اپنے ساتھیوں سے ملنا چاہتا تھا۔ مگر اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔ کہ وہ اپنے دوستوں سے کہاں اور کس طرح مل سکتا ہے۔ اس نے یہی مناسب سمجھا کہ ابھی ڈومینگو اور سانگی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ ہی رہے۔ شاید کیوبا جانے کے بعد ماریا ناگ اور کیٹی کا کوئی سراغ مل جائے۔

کیوبا جانے کے لیے ان تینوں کو ساحل سمندر پر جانا پڑا۔ وہ سمندر کے ویران کنارے پر آ گئے۔ یہاں سمگلروں کی کشتیاں چلتی تھیں جو لوگوں کو غیر قانونی طور پر میکسیکو کے ساحل سے کیوبا کی طرف لے جاتی تھیں۔ اور سمگلنگ کا کاروبار بھی ساتھ ہی ساتھ کرتی تھیں۔

جب اندھیرا چھا گیا تو ڈومینکو نے ایک کشتی کو ساحل کی طرف آتے دیکھا۔ کشتی کنارے کے ساتھ آ کر لگ گئی۔ ڈومینکو نے عنبر اور سانگی کو وہیں رہنے کا اشارہ کیا اور خود کشتی کی طرف بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ خوشی خوشی واپس آیا۔ اس نے بتایا کہ کشتی اس کے ایک سمگلر دوست کی ہے۔ عنبر اور سانگی بہت خوش ہوئے۔

انہوں نے کشتی میں سمندر پار کیا اور کیوبا کے ساحل پر آ گئے۔

کیوبا میں نیگرو لوگ رہتے تھے اور یہاں ایک فوجی جرنیل کی حکومت تھی۔

ڈومینکو نے عنبر سے کہا:

"یہاں ایک جنگل میں جھیل کے کنارے میرے

کچھ دوست رہتے ہیں۔ ہمیں ان کے پاس جانا ہوگا۔

یہ لوگ جنگل میں جھیل کے کنارے ایک پرانے مکان میں رہ رہے تھے۔ یہ بھی باغی تھے اور کیوبا کے خلاف بغاوت کا پروگرام بنا رہے تھے۔ عنبر کو اب ان لوگوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے ماریا، ناگ اور کیٹی کی یاد ستانے لگی تھی۔ رات باغی گروہ کے مکان میں گزارنے کے بعد عنبر جھیل کنارے سیر کرتے کرتے جنگل میں دور نکل گیا۔ اس نے دیکھا کہ جھیل کی دوسری طرف درختوں میں کسی مکان کی چمنی باہر نکلی ہوئی تھی۔ وہ اس مکان کی طرف چلنے لگا۔

عنبر نے دیکھا کہ یہ ایک خستہ حال پُراسرار سا مکان تھا۔ جس کی سیاہ چمنی میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ کیا کوئی اس کے اندر رہ رہا ہے؟ عنبر نے سوچا اور مکان کے پرانے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ بند تھا۔ عنبر مکان کی پچھلی طرف آ گیا۔ یہاں جنگلی گھاس دیوار کے ساتھ اُگی ہوئی تھی۔ اوپر ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جس پر پھولوں والی بیل جھکی ہوئی تھی۔

عنبر اُچھل کر کھڑکی پر چڑھ گیا۔ اس نے کھڑکی کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پٹ آہستہ سے کھولا۔

اندر ایک کمرہ تھا۔ پرانا۔ خستہ حال۔ صوفوں پر گرد جمی تھی۔ مگر آتش دان میں آگ جل رہی تھی۔ آتش دان کے قریب ایک آرام کرسی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ابھی ابھی یہاں سے کوئی اٹھ کر واپس گیا ہے۔ عنبر کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ آتش دان کے پاس ایش ٹرے میں ایک سگار پڑا تھا جو سلگ رہا تھا۔ کوئی سگار یہاں رکھ کر ابھی باہر گیا تھا۔

عنبر کو کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ عنبر جلدی سے دیوار کے پردے کے پیچھے ہو گیا۔

اس نے پردے کے پیچھے سے دیکھا کہ سامنے والے دروازے میں سے ایک سیاہ فام نوجوان حبشی لڑکی نمودار ہوئی جس کے ہاتھ میں ایک کپ تھا۔ کپ اس نے آتش دان کے پاس چھوٹی میز پر رکھ دیا اور جدھر سے آئی تھی ادھر واپس چلی گئی۔

عنبر پردے میں سے نکلنے ہی والا تھا کہ اسے گہرے گہرے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے دیکھا کہ اسی دروازے میں سے ایک موٹی ناک والا بھاری بھر کم حبشی باہر نکلا۔ اس کے جسم پر بن مانس کی طرح بال

تھے۔ اس نے چھوٹی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس کے سر کے بال گھنگھریالے تھے اور وہ گینڈے کی طرح سانس لے رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا۔ وہ جھومتا جھامتا آکر آتش دان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور ایش ٹرے میں سے سگار اٹھا کر پینے لگا۔ پھر اس نے کپ اٹھا کر دیکھا اور اسے غٹاغٹ چڑھا گیا۔

اس نے سگار آتش دان میں پھینک دیا اور غراتے ہوئے آواز نکالی۔

"مصراقی! میرے ناشتے کا وقت ہو گیا ہے۔ جلدی آؤ!"

دروازے میں سے وہی حبشی لڑکی نکل کر آئی۔ اب وہ سہمی ہوئی تھی۔ ڈرتے ڈرتے وہ حبشی بن مانس کے پاس آکر دو زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ حبشی کسی درندے کی طرح غرا رہا تھا۔ اس نے حبشی لڑکی مصراقی کی گردن پر آئے ہوئے سیاہ بالوں کا گچھا پرے ہٹایا۔ اور اپنے لمبے لمبے۔ نوکیلے دانت نکال کر بولا۔

"آج مجھے بڑی پیاس لگی ہے مصراقی!"

حبشی لڑکی نے مردہ آواز میں کہا۔

"میرے آقا! میں حاضر ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حبشی بن مانس نما انسان نے آہستہ سے حبشی لڑکی کی گردن پر اپنے دانت رکھ دیئے۔ جب اس نے اپنے دانت حبشی لڑکی کی گردن میں گاڑے تو حبشی لڑکی کے حلق سے ایک درد انگیز چیخ نکل گئی مگر حبشی بن مانس نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور اس کی گردن کا خون پیتا چلا گیا۔

یہ منظر دیکھ کر عنبر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ حبشی بن مانس کا جب پیٹ بھر گیا تو اس نے اپنا منہ حبشی لڑکی کی گردن سے ہٹا لیا۔ حبشی لڑکی کا جسم کمزوری کی وجہ سے لرز رہا تھا۔ وہ نیچے گر پڑی۔ حبشی بن مانس نے اسے زور سے ٹھوکر مار کر کہا۔

"ذلیل لڑکی تم میں اتنا کم خون کیوں ہے؟"

حبشی لڑکی خون نکل جانے کی وجہ سے بے حد کمزور ہو رہی تھی۔ اس میں اتنی طاقت بھی نہیں تھی کہ کوئی جواب دیتی۔ حبشی بن مانس نے اسے کاندھے پر ڈالا۔ اور دروازے میں سے گزر گیا۔ عنبر اپنی جگہ پردے کے پیچھے خاموش کھڑا تھا۔ چند سیکنڈ کے بعد حبشی بن مانس اندر واپس آ گیا۔ وہ آرام کرسی پر دھڑام سے گر پڑا۔ وہ خوب سیر ہو چکا تھا۔ اس نے گردن

پیچھے کر لی اور گہری نیند سو گیا۔ اس کے خراٹے گونجنے لگے۔

عنبر تیزی سے پردے کے پیچھے سے نکلا اور دروازے میں سے گزر کر دوسرے کمرے میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کونے میں ایک ٹوٹا پھوٹا پلنگ بچھا تھا۔ جس پر بے چاری حبشی لڑکی نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی۔ عنبر نے اسے ہوش میں لانے کی بہت کوشش کی مگر حبشی لڑکی کو پوری طرح ہوش نہ آیا۔ ایک بار لڑکی نے اپنی آنکھیں کھول کر عنبر کو دیکھا اور حیرانی سے اسے تکتے رہ گئی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں"

حبشی لڑکی کے حلق سے ہلکی سی کراہ کی آواز نکلی۔ عنبر نے اس کے ہونٹوں کے ساتھ اپنا کان لگا دیا۔ حبشی لڑکی کہہ رہی تھی۔

"بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔۔۔۔"

اس کے بعد لڑکی پھر بے ہوش ہو گئی۔

دوسرے کمرے سے حبشی بن مانس کی آواز آئی۔

"مصرانی! بدبخت لڑکی! یہاں آؤ"

عنبر کھڑکی میں سے باہر باغ میں کود گیا۔ وہ باغ کی اونچی اونچی گھاس اور جھاڑیوں میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتا جھیل کے کنارے پر آگیا اور ڈومینکو کے دوست
کے گھر کی طرف چل پڑا۔ ڈومینکو اور سانگی وہاں پر نہیں
تھے۔ ڈومینکو کا کیوبن دوست ڈائس برآمدے میں
بیٹھا ناریل چھیل رہا تھا۔ عنبر اس کے پاس بیٹھ کر
اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ پھر باتوں ہی باتوں
میں اس نے ڈائس سے پوچھا۔

"جھیل کے پار جو پرانا خستہ حال مکان ہے
اس میں کون رہتا ہے؟"

اس سوال پر ڈائس کا ہاتھ ناریل چھیلتے ہوئے وہیں
رک گیا۔ اس کی آنکھیں خوف کی وجہ سے پھیل گئیں۔
اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور سہمی
ہوئی آواز میں پوچھا۔

"کیا تم اس مکان کے پاس گئے تھے؟"
عنبر نے اصل بات چھپاتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ میں نے اس مکان کو دور ہی سے دیکھا
ہے۔ بڑا پُراسرار مکان لگا ہے مجھے۔"
ڈومینکو کے ساتھی ڈائس نے اطمینان کا سانس لیا
اور ناریل چھیلتے ہوئے بولا۔
"مسٹر عنبر! اس مکان کی طرف کبھی نہ جانا۔"

عنبر نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔
"کیوں؟ کیا وہاں کوئی جن بھوت رہتے ہیں؟"
ڈائس کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر بولا۔
"میں نے تمہیں جو کچھ کہا ہے اس پر عمل کرنا۔
اس مکان کا رُخ کرو گے تو واپس نہ آسکو
گے۔"

یہ کہہ کر ڈائس اُٹھ کر مکان کے اندر چلا گیا۔
عنبر کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ اس پراسرار مکان
کا معمّہ حل کرنا چاہیے۔ اس کا دل کہتا تھا کہ وہاں کوئی
جن بھوت نہیں ہے۔ ایک خونخوار حبشی ہے جس نے
ایک معصوم حبشی لڑکی کو قید کر رکھا ہے اور اس کا
خون پیتا ہے۔ عنبر نے ڈومینکو اور سانگی سے بھی بات
نہ کی اور شام کا اندھیرا ہوتے ہی خستہ حال پُراسرار
مکان کی طرف چل پڑا۔

ابھی وہ مکان سے دُور ہی تھا کہ جھیل کے کنارے
اسے ایک نیگرو بوڑھا مچھیرا ملا۔ اس نے عنبر سے سوال
کیا کہ وہ کدھر جا رہا ہے؟ عنبر نے کہا۔
"یونہی ذرا جنگل کی سیر کر رہا ہوں۔"
بوڑھا مچھیرا پراسرار مکان کی طرف اشارہ کر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بولا۔

"بیٹا! سارے جنگل میں گھومتے پھرنا۔ مگر اس مکان کی طرف نہ جانا۔"

"کیوں بابا! اس مکان میں کوئی بھوت رہتا ہے کیا؟"

بوڑھے مچھیرے نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی آنکھوں سے خوف ٹپک رہا تھا۔ وہ جال کاندھے پر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔

عنبر کے لیے پُر اسرار مکان کا معمہ اور الجھتا جا رہا تھا۔

اس نے اپنی آنکھوں سے وہاں ایک وحشی خونخوار حبشی کو مصراتی نام کی ایک نیگرو لڑکی کی گردن کا خون پیتے دیکھا تھا۔ وہ کیسے مان لیتا کہ مکان میں جن بھوت رہتے ہیں۔ بھلا جن بھوت انسانوں کا خون تھوڑے پیتے ہیں؟

عنبر مکان کی طرف بڑھا۔ چند گز کے فاصلے سے اس نے دیکھا کہ مکان کے جھکے ہوئے پرانے دروازے کے اوپر جو روشندان بنا تھا۔ اس میں دھیمی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ مکان کے قریب جاتے ہی یہ روشنی بجھ گئی۔

عنبر مکان کے پچھواڑے آ گیا۔ یہاں وہ کھڑکی تھی جس

میں سے کود کر وہ پہلی بار مکان کے اندر گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کھڑکی بند ہے۔

عنبر نے کھڑکی کے قریب جا کر اسے آہستہ سے دھکیلا کھڑکی کا پٹ کھل گیا۔ عنبر کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گیا۔ یہ وہی کمرہ تھا۔ جس کے آتش دان میں آگ جل رہی تھی۔ آرام کرسی پاس ہی خالی پڑی تھی۔ تپائی کے ایش ٹرے میں سگار نہیں تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وحشی خونخوار حبشی دوسرے کمرے میں ہے۔ عنبر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا دروازے میں سے گزر کر دوسرے کمرے میں آیا تو دیکھا کہ کمرے میں ایک بڑا پلنگ بچھا ہے۔ دیواروں پر لمبے لمبے بھاری پردے لٹک رہے ہیں۔ پلنگ پر وہی حبشی لڑکی مصراتی سیدھی لیٹی تھی۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ چھت کو تک رہی تھی۔

عنبر اس کے پیچھے آ گیا اور جھک کر اسے تکنے لگا۔ حبشی لڑکی مصراتی نے آنکھیں گھما کر عنبر کو دیکھا۔ اور اس کے خشک ہونٹ ذرا سے ہلے۔

اس نے کہا۔

"بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔"

عنبر نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔ اٹھو۔ میرے ساتھ یہاں سے نکل چلو"

حبشی لڑکی مصراتی نے سامنے والی دیوار کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھا۔ عنبر نے دیکھا کہ سامنے والی دیوار پر پردہ نہیں تھا۔ دیوار خالی تھی مگر اس پر روشنی کا ایک چھوٹا سا دائرہ کسی طرف سے پڑنے لگا۔ روشنی کا یہ دائرہ آہستہ آہستہ بڑا ہوتا گیا۔ حبشی لڑکی مصراتی نے پریشان ہو کر کہا۔

"بھاگ جاؤ۔ وہ ـــ وہ آ رہے ہیں"

عنبر نے دیکھا کہ روشنی کے دائرے کا سائز انسانی قد کے برابر ہو گیا تھا اور اس میں دو انسانی ہیولے ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ مصراتی نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"چھپ جاؤ۔ چھپ جاؤ"

عنبر تیزی سے سامنے والی دیوار کے بھاری پردے کے پیچھے چھپ گیا۔ مگر وہ ذرا سا پردہ پیچھے کھسکا کر دیوار کی گول روشنی میں انسانی ہیولوں کو ظاہر ہوتے دیکھ رہا تھا۔ یہ انسانی ہیولے سفید چاندی کی طرح چمکنے لگے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ دو انسان بن گئے۔

اور روشنی کے دائرے سے باہر نکل کر کمرے کے فرش پر پلنگ کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔ دونوں انسانی شکل کے تھے اور کسی دوسری دنیا کی مخلوق نہیں لگ رہے تھے۔ مگر انہوں نے سفید خلائی سوٹ قسم کی وردیاں پہن رکھی تھیں اور ان کے ہاتھوں میں چھوٹے سائز کے دو گول شیشے تھے۔ ان شیشوں کا رُخ انہوں نے دیوار کی طرف کیا۔ دیوار کی روشنی کا دائرہ سمٹ کر ان شیشوں میں واپس آ گیا۔ دونوں انسانوں نے گول چھوٹے شیشے وہیں پلنگ کے پاس بڑی میز پر رکھ دیئے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔

اشارے کے ساتھ ہی ایک نے اپنی جیب میں سے ایک بال پوائنٹ کے سائز کا ایک پین نکال کر اس کا رُخ دروازے کی طرف کیا۔ دروازے میں وہی خونخوار حبشی نمودار ہو گیا۔ یہ وحشی حبشی آہستہ آہستہ چل کر آتا پلنگ کے پاس سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ ایک سفید خلائی لباس والے آدمی نے کسی نامعلوم زبان میں کہا اور عنبر یہ زبان پہلی بار سُن رہا تھا۔ مگر وہ اسے سمجھ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آج تمہیں اس لڑکی کے جسم میں اپنا زہر داخل کرتے دس روز ہو گئے ہیں۔ صرف پانچ روز مزید تم اس کے جسم میں اپنا زہر داخل کرو گے۔ اس کے بعد تم اپنے آپ مر جاؤ گے اور ہم اس لڑکی کو اپنی دنیا میں لے جائیں گے۔"

وحشی حبشی نے سر جھکا کر اسی زبان میں کہا۔

"میں آپ کے حکم کا پابند ہوں سانچور!"

سانچور نے حبشی لڑکی مصراتی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"حبشی لڑکی کو ہم نے بے حس کر دیا ہے۔ یہ پانچ دن تک اسی جگہ بے حس و حرکت پڑی رہے گی۔ چوتھے روز شام کو تم اسی گول شیشے کی روشنی کی مدد سے اس کے جسم کو پھر زندہ کر سکو گے۔ اس وقت تم آخری بار اس کی گردن میں اپنے خون کا زہر ڈالو گے۔ پانچویں دن ہم آ کر اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے اس کے بعد تم اسی جگہ اپنے آپ ہلاک ہو جاؤ گے۔"

یہ کہہ کر سانچور نے میز پر رکھا ہوا چھوٹا گول شیشہ اٹھا کر حبشی وحشی کو دیا۔ اور کہا:

"اس کی حفاظت کرنا۔ کیونکہ اسی کی مدد سے ہمیں اس حبشی لڑکی کو اپنے ساتھ اپنی دنیا میں لے جانا ہے۔"

دوسرا انسان بولا۔

"اب ہم جاتے ہیں۔ پانچویں دن آئیں گے۔"

یہ کہہ کر دونوں انسان سامنے والی دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ ایک گول چھوٹا شیشہ انہوں نے وحشی حبشی کو دے دیا تھا۔ دوسرا شیشہ سانچور کے پاس تھا۔ اس نے شیشے کے پیچھے اس کا بٹن دبایا۔ گول شیشے میں سے روشنی نکل کر دائرے کی شکل میں سامنے والی دیوار پر پڑی۔ دونوں سفید وردی والے انسان اس روشنی کے دائرے میں داخل ہو گئے۔ ان کے داخل ہوتے ہی ان کے جسم جگمگانے لگے اور پھر ہیولا بن کر غائب ہو گئے۔

اُن کے غائب ہوتے ہی روشنی کا دائرہ بھی بجھ گیا۔

عنبر پردے کے پیچھے چھپا یہ سب کچھ حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ دونوں پُراسرار انسانوں کے غائب ہونے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بعد وحشی حبشی نے پلنگ پر پڑی حبشی لڑکی مصراتی کی طرف جھک کر دیکھا اور غراتے ہوئے بولا۔

"تمہاری وجہ سے مجھے موت مل رہی ہے کاش میں تمہیں بھی اپنے ساتھ ہلاک کر ساتھ۔ لیکن میں بے بس ہوں۔ تمہارے جسم میں اپنے جسم کا خاص کیمیاوی زہر داخل کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔"

وحشی حبشی نے گول شیشہ اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالا اور دوسرے کمرے کی طرف چلا گیا۔ اب عنبر کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ اصل میں یہ وحشی آدمی حبشی لڑکی مصراتی کا خون نہیں پیتا بلکہ اس کی گردن میں اپنے دانت گاڑ کر اس کے جسم میں کوئی خاص زہر داخل کرتا ہے۔

اس کے جانے کے بعد کمرے میں اندھیرا اور خاموشی چھا گئی۔ وحشی حبشی چلتے ہوئے کمرے کا دروازہ بند کرتا گیا تھا۔

عنبر پردے کے پیچھے سے نکل آیا۔ دروازے کے پاس جا کر اس نے درز میں سے دوسرے کمرے میں دیکھا۔ وحشی حبشی آتش دان کے پاس آرام کرسی

پر سر پیچھے لگائے۔ نیم دراز تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ شاید وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ عنبر واپس حبشی لڑکی مصراتی کے پاس آیا اور اس کے پاس پلنگ پر بیٹھ گیا۔ حبشی لڑکی مصراتی اس طرح کھلی آنکھوں سے چھت کو تک رہی تھی۔ اس نے عنبر کی طرف آنکھیں گھما کر دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

"تم نے سب کچھ دیکھ لیا ہو گا۔ اب اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو یہاں سے نکل جاؤ۔"

عنبر نے جھک کر حبشی لڑکی مصراتی کے کان میں کہا۔

"میں نے سب کچھ دیکھا بھی ہے اور سُن بھی لیا ہے۔ اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں ان ظالموں کی قید سے رہائی دلا کر رہوں گا۔"

دوسرے کمرے سے غراتے کی آواز آئی۔ عنبر جلدی سے پلنگ کے پیچھے ہو گیا۔ کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔ عنبر پھونک پھونک کر قدم رکھتا دروازے کے پاس گیا اور دوسری طرف جھانک کر دیکھا۔ وحشی حبشی کرسی پر سو رہا تھا اور اس کے خراٹے اس طرح گونج رہے تھے جیسے وہ غرا رہا ہو۔

عنبر جلدی سے واپس حبشی لڑکی مصراتی کے پاس آ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ اُن لوگوں نے تمہیں پلنگ پر پتھر بنا دیا ہے۔ میں نے یہ بھی سن لیا تھا کہ اگر پُراسرار گول شیشے کی روشنی تمہارے جسم پر ڈالی جائے تو تمہارے جسم میں پھر سے جان پڑ جائے گی۔"

مصرانی نے سرگوشی کی۔

"مگر یہ گول شیشہ اس ظالم وحشی کی جیکٹ میں ہے اگر تم اسے نکالو گے تو وہ تمہیں مار ڈالے گا۔ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

عنبر ذرا سا مسکرایا۔ کیونکہ اس حبشی لڑکی مصرانی کو عنبر کی طاقت کا پتہ نہیں تھا۔ اس نے مصرانی کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"وہ میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ میں اس کی جیب سے گول شیشہ لے کر آتا ہوں۔"

لڑکی مصرانی کی دہشت سے آنکھیں پھیل گئیں۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"ایسا مت کرنا۔ ایسا مت کرنا۔ وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

عنبر نے اس کی ہدایت پر کوئی توجہ نہ دی اور دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے میں دوسری طرف تالا لگا تھا۔ عنبر نے اپنے ہاتھ کو دروازے پر رکھ کر ذرا سا زور لگایا۔ تالا توڑنے کے لیے عنبر کا اتنا زور ہی کافی تھا۔ مگر دروازے کا تالا آواز کے ساتھ ٹوٹ گیا۔ اس آواز نے وحشی حبشی کو جگا دیا۔

اس نے اپنا بھاری گینڈے ایسا سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کے سامنے عنبر کھڑا تھا۔ عنبر لپک کر اس کے قریب آ گیا۔ وحشی حبشی غصے سے تھرانے لگا۔ اس کے حلق سے عجیب عجیب بھیانک آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ غراتے ہوئے عنبر کی طرف بڑھا۔ عنبر نے اپنی جگہ سے کوئی حرکت نہ کی۔ وحشی حبشی نے چیخ مار کر عنبر کی گردن کو دبوچ لیا۔ مگر عنبر کی گردن تو چٹان سے بھی زیادہ سخت ہو چکی تھی۔ عنبر نے اپنے جسم کو ایک جھٹکا دیا۔

وحشی حبشی اُچھل کر پرے جا گرا۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کو تکنے لگا کہ اس میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اتنی طاقت کہاں سے آگئی تھی؟ اب عنبر نے اس پر حملہ کر دیا۔ عنبر نے جست لگائی اور وحشی حبشی کو دونوں ہاتھوں سے فرش پر سے اوپر اٹھا لیا۔ پھر اس کو دو چکر دینے اور پوری طاقت سے آتش دان میں دے مارا۔ ایک خوفناک چیخ کے ساتھ وحشی حبشی آتش دان سے باہر نکلا۔ مگر آگ نے اس کے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

عنبر نے لپک کر اسکے جسم سے جیکٹ کو کھینچ لیا۔ جیکٹ پھٹ کر اس کے ہاتھ میں آگئی۔ اس جیکٹ کی جیب میں گول شیشہ تھا۔ وحشی حبشی لڑکھڑا کر آتش دان کے سامنے گر پڑا۔ اس کا جسم آگ میں جل کر سیاہ ہو گیا تھا۔ وہ تڑپ رہا تھا۔ پھر وہ بے حس ہو گیا اور اس کے جسم نے کوئی حرکت نہ کی۔

عنبر نے اسے جھک کر دیکھا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

عنبر جیکٹ کی جیب میں سے شیشہ نکال کر حبشی لڑکی مصرانی کے پلنگ کے پاس آگیا۔ اس نے وحشی حبشی کے چیخنے چلانے کی آوازیں سن لی تھیں۔ جب عنبر نے اسے بتایا کہ وحشی حبشی ختم ہو چکا ہے تو مصرانی کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ عنبر نے اسے گول شیشہ دکھا

یہ دیکھو۔ میں پر اسرار غیبی طاقت والا شیشہ پنے ساتھ لے آیا ہوں۔ یہ یقیناً غیبی شیشہ ہے۔ یں اسے غیبی شیشہ ہی کہوں گا۔"

مصرانی حیرت سے کبھی عنبر کو دیکھتی اور کبھی غیبی ے کو۔ عنبر نے کہا۔

"اب اس کی روشنی میں تم پر کیسے ڈالوں؟"

مصرانی نے کہا۔

"اس کے پیچھے ایک بٹن لگا ہے۔ اسے دباؤ گے تو غیبی شیشے میں سے روشنی نکلے گی۔"

عنبر نے غیبی شیشے کے پیچھے لگا ہوا چھوٹا سا بٹن تو شیشے میں سے روشنی کا چھوٹا سا دائرہ باہر آیا۔ مصرانی نے کہا۔

"اس دائرے کو میرے سینے پر ڈالو۔"

عنبر نے دائرے کا رخ حبشی لڑکی مصرانی کے جسم ڈالا۔ روشنی کا دائرہ بڑا ہونے لگا۔ پھر لڑکی کا را جسم روشنی میں آگیا۔ اس کے ساتھ ہی لڑکی اٹھ بیٹھ گئی۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"بٹن دبا کر روشنی بجھا دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے روشنی بجھا دی۔ مصرائی پلنگ سے اُتر آئی۔ اس نے عنبر کے ساتھ دوسرے کمرے میں جا کر وحشی حبشی کی جلی ہوئی لاش دیکھی تو بولی۔

"ہر ظلم کرنے والے کا یہی انجام ہوتا ہے"

عنبر نے لڑکی کو آرام کرسی پر بٹھا دیا۔ وحشی حبشی کی جلی ہو لاش کو کونے میں لڑھکا دیا اور خود ایک چوکی پر بیٹھ گیا اور مصرائی سے پوچھا۔

"یہ سب کچھ کیا معمّہ ہے؟ مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئی ہو۔ وہ دو سفید لباس والے آدمی کون تھے۔ ان کی دنیا کون سی ہے؟ اور وہ اس وحشی حبشی کا زہر تمہارے جسم میں کیوں داخل کر رہے تھے؟"

مصرائی نے کہا۔

"میرے لیے خوشی کی بات یہ ہے کہ اب ان کا زہر بیکار ہو گیا ہے۔ اگر تم چار دن بعد یہاں آتے تو میرا کام تمام ہو چکا تھا۔ پھر مجھے ان لوگوں سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔ لیکن اب میں موت کے منہ سے بچ گئی ہوں"

عنبر نے پوچھا۔

"مگر یہ لوگ کون تھے اور تمہارے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہے تھے؟"

حبشی لڑکی بولی۔

"اس دنیا کو تم اپنی اصلی دنیا سمجھ رہے ہو گے۔ مگر یہ تمہاری اور ہماری اصلی دنیا نہیں ہے بلکہ اصلی دنیا کا عکس ہے۔ ہماری اصلی دنیا جو تیسری ایٹمی جنگ کے بعد تباہ ہو گئی تھی۔ یہاں سے ایک لاکھ نوری سال کے فاصلے پر اسی طرح سورج کے گرد گردش لگا رہی ہے۔ وہ ہماری اصلی دنیا ہے۔ یہ دو سفید پوش آدمی مریخ کی مخلوق تھی۔ جب ہماری دنیا ایٹمی جنگ کی وجہ سے تباہ ہو گئی تو مریخ پر سے یہ مخلوق جنوبی قطب کے ایک علاقے میں اتر آئی۔ وہاں میں اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتی تھی۔ ہم ایٹمی جنگ سے اس لیے بچ گئے کہ میرا باپ ہمیں ساتھ لے کر ایک کان کے اندر زمین میں جا چھپا تھا۔ جنگ کے بعد جب ہم اوپر زمین پر آئے تو ہمیں مریخ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مخلوق نے پکڑ لیا۔ انہوں نے ہم پر تجربے
شروع کر دیئے کہ ہم پر ایٹمی تابکاری کا
اثر کیوں نہیں ہوا۔ انہوں نے میرے بوڑھے
ماں باپ کو تو وہیں کان کے اندر قید کر ڈالا
اور مجھے اس غیبی شیشے کے ذریعے ہوا
میں غائب کر کے اس دنیا میں لے آئے
جہاں ہماری دنیا پر گزرے ہوئے واقعات
کا عکس گزر رہا تھا۔ انہوں نے اپنے تجربے
کے لیے یہاں کے ایک طاقتور حبشی انسان
کو ایک ماہ تک سانپ ڈسوائے پھر اس
کو اپنے قابو میں کر کے میرے جسم میں اس
کے دانتوں کا زہر داخل کرانا شروع کر دیا۔
یہ لوگ پانچ روز بعد مجھے اپنے سیارے
مریخ پر لے جانے والے تھے جہاں یہ میرے
جسم سے سارا خون نکال کر اس کے کیپسول
بنانے والے تھے۔ تاکہ اس کی مدد سے مریخ
پر ایٹمی تابکاری کے اثرات کو زائل کیا جا
سکے۔"

عنبر حیران ہو کر حبشی لڑکی مصراتی کی باتیں سُن رہا
تھا۔

"کیا انہوں نے ہماری اصلی زمین پر بھی
کوئی اڈہ بنا رکھا ہے؟"

"ہاں — جہاں میرے ماں باپ سونے کی
کان میں قید ہیں وہاں انہوں نے ایک خفیہ
جگہ پر اپنا اڈہ بنایا ہوا ہے۔ وہاں اس مخلوق
نے ایک بہت بڑا ایٹمی ری ایکٹر لگا رکھا
ہے جس مدد سے یہ ساری دنیا کو اپنے
قبضے میں لینے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔"

جب ساری بات عنبر کی سمجھ میں آ گئی تو اس
نے مصراتی سے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی اصلی دنیا سے
ایک لاکھ نوری سال کے فاصلے پر ہیں؟"

"ہاں —" مصراتی نے جواب دیا۔

"تو ہم وہاں کس طرح پہنچیں گے؟" عنبر نے
سوال کیا۔

حبشی لڑکی مِصراتی نے کہا۔

"یہ جو غیبی شیشہ تمہارے پاس ہے
یہی ہمیں ہماری اصلی دنیا میں واپس پہنچا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتا ہے۔"

"وہ کیسے؟" عنبر نے شیشے کی طرف دیکھ کر کہا۔

غیبی شیشہ اپنے ہاتھ میں لے کر حبشی لڑکی مصراقی نے کہا۔

"یہ دیکھو! اس غیبی شیشے کے پیچھے جو بٹن لگا ہے۔ اس کے اوپر ایک سوئی ہے جس کا رخ شمال کی طرف ۹۰° ڈگری کے زاویے پر ہے اس کا رخ ہماری اصلی دنیا کی طرف ہے۔ ہم اس غیبی شیشے کی روشنی کی مدد سے اپنی اصلی دنیا میں واپس جا سکتے ہیں۔"

عنبر کو خیال آیا کہ اگر وہی اس کی اصلی دنیا ہے تو اسے وہیں جانا چاہیئے۔ ہو سکتا کہ وہاں اس کی ملاقات ماریا ناگ اور کیٹی وغیرہ سے ہو سکے۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی تمہارے ساتھ اپنی اصلی دنیا میں جاؤں گا۔"

مصراقی نے عنبر سے پوچھا۔

"مگر کیا یہ دنیا تمہاری اصلی دنیا نہیں ہے؟ تم کون ہو؟ تم نے مجھے اپنے بارے میں تو کچھ بتایا ہی نہیں۔"

عنبر نے کہا۔

"میرا نام عنبر ہے۔ میں ملک مصر کا رہنے والا تھا۔ وہاں سے سیاحت کرتا ملک انگلستان گیا کہ ایٹمی جنگ شروع ہو گئی۔ میں ایک زیر زمین ریلوے اسٹیشن میں جا کر چھپ گیا۔ پھر وہاں ایک روشنی ہوئی۔ شاید وہاں نیوٹرون بم گرا تھا۔ پھر مجھے ہوش نہیں رہا۔ جب ہوش آیا تو اس جگہ جھیل کے کنارے پڑا تھا جس کو تم ہماری اصلی دنیا کا عکس کہہ رہی ہو۔"

اس کے علاوہ عنبر نے حبشی لڑکی کو کچھ نہ بتایا۔ کچھ بتانے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ حبشی لڑکی مصراقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پھر ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مریخ کی مخلوق کو ہمارے بارے میں کسی طرح معلوم ہو جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر بولا۔

"میں بالکل تیار ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا"

حبشی لڑکی مصرانی اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ پھر وہ عنبر کو ساتھ لے کر دوسرے کمرے میں آ گئی۔ یہاں اس نے عنبر کو خالی دیوار کے سامنے اپنے قریب کھڑا کر لیا اور غیبی شیشے کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کا بٹن دبا دیا۔ غیبی شیشے میں سے روشنی کا دائرہ نکل کر سامنے دیوار پر پڑا۔ یہ دائرہ بڑا ہوتے ہوتے انسان کے سائز کا ہو گیا تو مصرانی نے کہا۔

"میرا ہاتھ پکڑ کر اس دائرے میں داخل ہو جاؤ۔ خبردار گھبرانا بالکل نہیں۔ روشنی میں آتے ہی اپنی آنکھیں بند کر لینا۔ اگر آنکھیں کھلی رکھیں تو آنکھیں جل جائیں گی۔ اب میرے ساتھ آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر چلو"

عنبر کا ہاتھ مصرانی کے ہاتھ میں تھا۔ غیبی شیشہ مصرانی نے عنبر کو دے کر کہا۔

"اسے اپنے ہاتھ میں ہی تھامے رکھنا"

وہ دونوں دیوار پر بنے ہوئے روشن دائرے میں داخل ہو گئے۔ دائرے کی روشنی میں آتے ہی عنبر نے بھی مصرانی کے ساتھ آنکھیں بند کر لیں۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم رُوئی کی طرح ہلکا ہو کر ہوا میں اوپر کو اُڑنے لگا ہے۔۔۔ اس وقت عنبر اور مصرانی کے جسم بالکل سفید ہو کر روشنی کے ذرّوں میں تبدیل ہو گئے تھے۔ پھر وہ غائب ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی روشنی بھی دیوار پر سے غائب ہو گئی۔

عنبر نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ مصرانی نے اِسے تاکید کر دی تھی کہ جب تک اس کے پاؤں دوبارہ زمین پر نہ لگیں وہ اپنی آنکھیں ہرگز نہ کھولے۔ فضا میں کچھ دیر رہنے کے بعد عنبر نے محسوس کیا کہ اس کے پاؤں کسی سخت جگہ سے جا کر لگ گئے ہیں۔ عنبر نے آہستہ سے پوچھا۔

"مصرانی اب میں آنکھیں کھول لوں؟"

"ہاں عنبر! آنکھیں کھول لو"

عنبر نے آنکھیں کھول دیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک اونچی پہاڑی کی ڈھلان کے پاس زمین پر کھڑا ہے۔ مصرانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی اس کے پاس ہی کھڑی ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا ہے۔

"مصرانی ہم کس ملک میں ہیں؟"

حبشی لڑکی مصرانی نے کہا۔

"عنبر! یہ ہماری اصلی دنیا کے ملک افریقہ کا جنوبی علاقہ ہے۔ اس پہاڑی کے پیچھے وہ کان ہے جس کے اندر مریخ کی مخلوق نے میرے بوڑھے ماں باپ کو قید کر رکھا ہے۔"

"اور مریخ والوں نے ایٹمی ری ایکٹر کس جگہ لگا رکھا ہے؟"

عنبر کے اس سوال پر مصرانی نے کہا۔

"ان کا ایٹمی ری ایکٹر یہاں سے تھوڑی دور ایک جنگل میں زمین کے اندر بنا ہوا ہے۔ مگر میں سب سے پہلے اپنے ماں باپ سے ملنا چاہتی ہوں۔"

پھر وہ پریشان سی ہو کر بولی۔

"کان کے باہر مریخ کے آدمیوں کا زبردست پہرہ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں لگا

ہوا خفیہ ریڈار ہمارے بارے میں ان کو خبردار کر دے۔ اس لیے ہمیں دوسری طرف سے ہو کر سونے کی کان کے پچھواڑے جانا چاہیئے۔"

"کیا تم یہ راستہ جانتی ہو؟" عنبر نے پوچھا۔

"مجھے اس سارے علاقے کا پتہ ہے۔"

مصرانی نے عنبر کو ساتھ لیا اور وہ دونوں پہاڑی کے جنوب مشرقی علاقے کی طرف سے ہو کر اس کی چڑھائی چڑھنے لگے۔ پہاڑی کے اوپر کہیں کہیں بلند جنگلی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ مصرانی نے ان جھاڑیوں میں چھپ کر دوسری جانب دیکھا۔ عنبر بھی اس کے پاس ہی چھپ کر دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔

دوسری طرف نیچے وادی میں ایک جگہ ٹیلے میں ایک سرنگ کا دروازہ تھا، جس کے باہر عنبر نے دو سفید پوش آدمیوں کو دیکھا کہ ہاتھوں میں لیزر گنیں لیے پہرہ دے رہے ہیں۔

مصرانی نے آہستہ سے کہا۔

"دیکھو مریخ کی مخلوق کان کے دروازے پر پہرہ دے رہی ہے۔ ہم کان کے دروازے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ ہمیں ٹیلے کے پیچھے سے اندر جانا ہو گا۔"

عنبر نے پوچھا۔

"کیا ٹیلے کے پیچھے بھی کان میں داخل ہونے کا کوئی راستہ ہے؟"

"ہاں،" حبشی لڑکی مصرانی بولی۔ "یہ بہت پرانا راستہ ہے۔ جب اس کان سے سونا نکلا کرتا تھا تو اس راستے سے کان میں رس رس کر جمع ہونے والا پانی باہر پھینکا جاتا تھا۔ اب اس کان سے پانی نہیں ٹپکتا۔ ایٹمی تابکاری نے اس پانی کو خشک کر دیا ہے۔ میرے ساتھ چلو۔"

"کہیں ادھر بھی پہرے دار نہ ہو۔" عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے ادھر شاید کوئی نہیں ہو گا۔ اور اگر ہوا بھی تو دیکھا جائے گا۔"

پھر وہ عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی۔ "تم نے وحشی خونخوار کو جس طرح سے ہلاک کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی تمہارے اندر زبردست طاقت ہے۔ لیکن خبردار مریخ کی مخلوق کے سامنے آنے کی غلطی نہ کر بیٹھنا ان کی

طاقت کا تم تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔"

عنبر بھی جواب میں مسکرایا۔

وہ ٹیلے سے اترے اور اس کے پیچھے سے ہو کر پانی کے خشک نالے کے دہانے کی طرف چلنے لگے۔ یہاں جگہ جگہ سیاہ پتھروں کے بڑے بڑے ڈلے بکھرے ہوئے تھے۔ ہر طرف ویرانی اور خاموشی تھی۔ اگرچہ دوپہر کا وقت تھا۔ مگر آسمان پر سیاہ بادل گھرے ہوئے تھے اور لگتا تھا کہ ابھی آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو جائے گی۔ جب وہ کان کے خفیہ نالے کے قریب پہنچے تو آسمان پر بجلی چمکی اور زور سے بادل گرجا۔ مصرانی نے عنبر کا ہاتھ پکڑ کر اسے ذرا پیچھے کھینچ لیا۔ کیونکہ کچھ فاصلے پر پانی کے خشک نالے کے منہ پر ایک مریخی پہرے دار لیزر گن ہاتھ میں لیے۔ وہاں پہرہ دے رہا تھا۔

کیا عنبر اور مصرانی کان کے اندر داخل ہو سکے؟
ناگ ماریا اور کیٹی سے عنبر کی ملاقات کہاں ہوئی؟
ناگ ماریا اور کیٹی کے پاس کن حالات میں پہنچا؟
اپنی اصلی اور تباہ شدہ دنیا سے یہ لوگ خلا میں کہاں گئے؟
غیبی شیشے کی وجہ سے عنبر پر کیا گزری: یہ اگلی قسط نمبر ۱۱ ماتا دیوی کا گدھ میں پڑھیے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مصنف : اے۔ حمید

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

۶۵۔ نیلی قبر کا خفیہ راستہ ۷/۵۰
۶۶۔ عنبر سانپ بن گیا ۶/-
۶۷۔ عنبر اور ڈسکو مُردے ۷/۵۰
۶۸۔ کیٹی پھانسی کے تختے پر ۷/۵۰
۶۹۔ عنبر انگوٹھی میں اُتر گیا ۶/-
۷۰۔ دیوی روشنک کے اژدہے ۷/۵۰
۷۱۔ عنبر کا سر کٹ گیا ۷/۵۰
۷۲۔ چنگیز خان لاہور میں ۱۰/-
۷۳۔ دیوتا قتلام پر قربان کر دو ۷/۵۰
۷۴۔ ماریا سانپ بن گئی ۷/۵۰
۷۵۔ روح اور سانپوں والے بہن بھائی خاص نمبر ۱۵
۷۶۔ ماریا انارکلی میں ۷/۵۰
۷۷۔ قبر، مرتبان اور ہڈیاں ۷/۵۰
۷۸۔ سیاہ کفن پوش بلا ۷/۵۰
۷۹۔ پراسرار فرعون کا ڈھانچہ ۷/۵۰
۸۰۔ طلسمی تختی اور سانپوں کا غار
۸۱۔ قفل والا پراسرار چہرہ
۸۲۔ ڈاکو سپاٹا اور عابدہ کا پُتلا
۸۳۔ روتی آنکھوں والا چراغ
۸۴۔ کھوپڑی پر جلتی موم بتی
۸۵۔ زرد آنکھوں والی پراسرار عورت
۸۶۔ رشی بال کی روح اور ربن مالنس
۸۷۔ اژدہا اور عیار بچاری
۸۸۔ انسانی سر والا چمگادڑ
۸۹۔ شرطوم سپیرا اور مہا ناگ
۹۰۔ خوفناک سمندری آنکھ
۹۱۔ ناگن مجھے کاٹو
۹۲۔ نقلی ماریا
۹۳۔ جاسوس سانپ
۹۴۔ سامری کے اژدہے
۹۵۔ سمندری جوگن
۹۶۔ عنبر ناگ ماریا کراچی میں
۹۷۔ عنبر ناگ کو قتل کر دو
۹۸۔ ناگن رقاصہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

اے حمید

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۴/۵۰

۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۴/۵۰

۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۴/۵۰

۱۰۴ خلائی کمرہ ۴/۵۰

۱۰۵ مُردوں کا سیّارہ ۴/۵۰

۱۰۶ خونخوار انسانی کھوپڑی ۴/۵۰

۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی ۴/۵۰

۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۴/۵۰

۱۰۹ غیبی شیشہ ۴/۵۰

۱۱۰ ماتا دیوی کا گدھ ۴/۵۰

۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۴/۵۰

۱۱۲ خلائی مخلوق

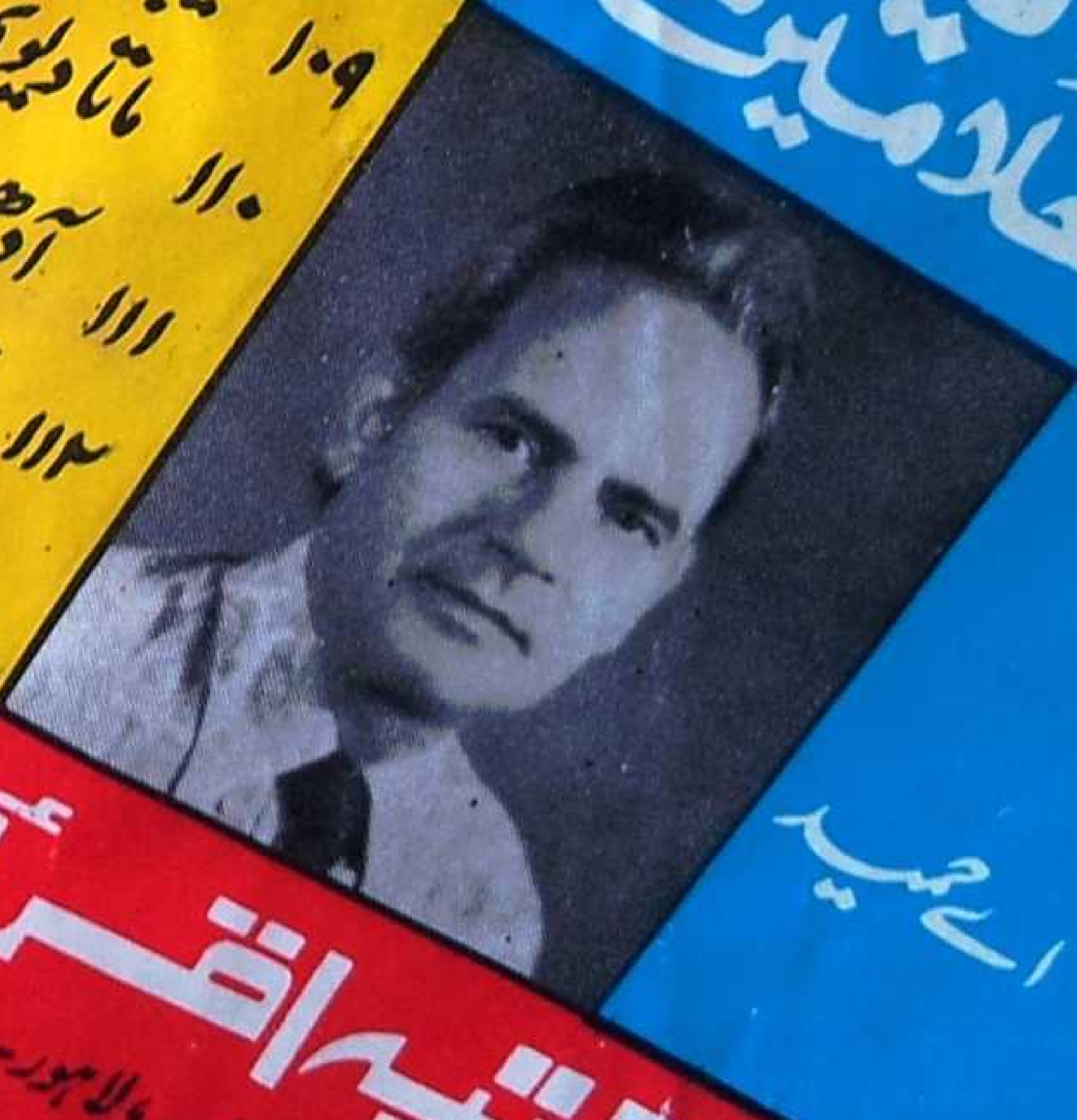

اقرا

نیا مکتبہ اقرا

۱۴- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸